قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ (الاعلیٰ)

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا

ماہنامہ

المرشد

لاہور

الله الله الله الله الله

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۶۰۷

تحفہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ تحفہ دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے اور یہ حرف بحرف سچ ہے۔ مگر تحفہ کو رشوت کے طور پر استعمال کرنا نہ صرف ناجائز ہے بلکہ سخت گستاخی اور دیدہ دلیری ہے۔ نیز اس حدیث کا اطلاق جانبین پر ہے۔ یعنی دو مسلمان ایک دوسرے کو تحفہ دیا کریں۔ یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ایک فریق دیتا رہے اور دوسرا صرف لیتا رہے۔

سب سے پہلے تو میں اپنی بات عرض کروں کہ کوئی ساتھی مجھے تحفہ دینے کی بجائے وہ رقم دار العرفان کے فنڈ میں دے تو میں بھی بہت خوش ہوں گا۔ اللہ کریم بھی راضی ہوں گے۔ اور وہ رقم زیادہ مفید مقصد پر خرچ ہو سکے گی۔ میرے لیے یہ اشیاء خرید کر لانے کی بجائے اسی رقم کو خواہ وہ تھوڑی ہو دار العرفان کے فنڈ میں جمع کرا لیجئے اور ضرور کرائیے کہ دین و دنیا میں اس کا فائدہ زیادہ ہے۔

اب دوسرا نمبر صاحب مجاز حضرات کا ہے تو بندہ کی طرف سے کسی صاحب مجاز کو تحفے جمع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ احباب کو بھی چاہیئے کہ جو لوگ دینی کام کر رہے ہیں۔ اُن کا اجر اور ان کی عادات دونوں کو خراب نہ کریں۔ اللہ کریم کی برکات ناجائز ذرائع استعمال کر کے حاصل نہیں کی جا سکتیں۔

نیز

جو ایسا کرے گا انشاء اللہ اُسے مزید ترقیِ منازل بھی نصیب نہ ہو گی۔ خواہ وہ صاحب مجاز ہو یا عام ساتھی۔ لہٰذا آئندہ سے تحفوں کی سب رقم دار العرفان کے فنڈ میں جمع کرائی جائے۔

والسلام

فقیر محمد اکرم اعوان

ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ اکتوبر ۱۹۹۲ء

: ۱۴ شمارہ: ۱۰

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۶۰۷

ماہنامہ المرشد لاہور

یکے از مطبوعات :- ادارہ نقشبندیہ، اویسیہ دار العرفان چکوال

فہرست مضامین

- مجاہد اور اس کے نتائج
- اجتہاد اور بدعت
- اسلامی کلچر --- تقدیر --- آخرت
- چند اصولی باتیں

بدل اشتراک

فی پرچہ: ۱۲ روپے ششماہی: ۶۵ روپے

چندہ سالانہ: ۱۲۰ روپے تاحیات ۱۲۰۰ روپے

غیر ملکی

سالانہ - تاحیات

سری لنکا، بھارت، بنگلہ دیش ۲۰۰ روپے - ۲۰۰۰ روپے

مشرق وسطیٰ کے ممالک ۵۵ سعودی ریال - ۲۵۰ سعودی ریال

برطانیہ اور یورپ ۱۲ اسٹرلنگ پونڈ - ۶۰ سٹرلنگ پونڈ

امریکہ و کینیڈا ۲۵ امریکن ڈالر - ۱۲۵ امریکن ڈالر

پتہ:- ماہنامہ المرشد - اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور ٹیلیفون لاہور ۸۴۴۹۰۹

ناشر:- پروفیسر حافظ عبدالرزاق، پرنٹرز:- طیب جمال، ریٹی گن روڈ - لاہور

ماہنامہ **المرشد** کے :

بانی : حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ
مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست : حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ،
شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

مشیر اعلیٰ
نشر واشاعت : پروفیسر حافظ عبدالرزاق ایم۔اے (عربی)، ایم۔اے (اسلامیات)

ناظمِ اعلیٰ : کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین

مدیر : تاج رحیم

اداریہ

اگر گزشتہ چند سال ہی کا جائزہ لیا جائے تو ساری دنیا مسلسل کسی نہ کسی آفت سے دوچار ہو رہی ہے۔ خصوصاً ملک پاکستان کو دیکھیں تو بموں، ڈاکوؤں، قاتلوں اور سیاستدانوں کے عذاب کے بعد یہ بے وقت اور ناگہانی بارشیں اور سیلاب بھی اس کی ایک کڑی ہے۔ کسی آفت کو عذاب الٰہی کہہ کر ٹال جانا تو آسان ہے لیکن آبادی کے کچھ حصے پر عذاب نازل ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جو بچ گئے۔ وہ خوش ہوتے پھریں کہ ان کی بدکاری اور گناہوں کا کفارہ ادا ہو گیا اور ان کو معافی مل گئی۔اللہ کا عتاب اس وقت تک کسی نہ کسی شکل و صورت میں نازل ہوتا رہے گا جب تک ہر شخص اس کی گرفت میں نہیں آجاتا اور اس وقت تک جاری رہے گا جب تک قوم کا ہر فرد سدھر نہ جائے یا یہ قوم فنا نہ ہو جائے۔

اب تک جو بچ گئے ہیں ان کے ضمیر اسی طرح بے حس اور مردہ ہیں۔ ان کے دل اسی طرح بدکاری اور گناہ کی طرف رواں دواں ہیں۔ قوم کا ایک حصہ طوفانی سیلاب میں ڈوب رہا ہے دوسرا حصہ جشن میلاد کو شایان شان منا رہا ہے۔ ہنستی بستی آبادیاں اجڑ رہی ہیں لیکن ہمارے دینی علماء اور مشائخ کہلانے اور شکل و صورت رکھنے والے شاہراہوں پر ٹریفک روک کے جشنوں کی قیادت فرما رہے ہیں۔ سیاسی قائدین تو ان سے بھی تیز ہیں وہ دھتکارے ہوئے سیاست دان ہیں یا برسراقتدار کوئی بھی ہیں۔ کیمرے کے سامنے مردہ لاشوں پر رقص کرنے میں اپنی خود نمائی کے جذبے کی تسکین پاتے ہیں۔ وزیراعظم صاحب کی خود نمائی تو اس وقت پورے عروج پر ہے۔ سیلاب جن کے لئے تباہی و بربادی لایا۔ ہمارے وزیراعظم کے لئے خود نمائی کا بہترین موقعہ لایا۔ اور بینظیر اس حسرت میں بال نوچتے رہ گئیں۔

اللہ ڈھیل دیتا ہے۔ وقت دیتا ہے۔ موقعہ دیتا ہے۔ اس نے فرعون کو اور قارون کو بھی موقعہ دیا۔ ایران کے رضا پہلوی اور مصر کے انور سادات کو بھی موقعہ اور وقت دیا۔ اسی دور میں اسی ملک میں کتنے بے حس، متکبر اور خود نمائی کے جنوں میں مبتلا حکمرانوں کو موقعہ دیا لیکن سمجھا کوئی بھی نہیں اور سب ہی ذلت کی موت مرے جو باقی ہیں کسی وقت، کسی جگہ، کسی حالت میں اللہ کا عتاب ان کو دبوچ لے اور اس جہاں سے چلتا کر دے۔ کیونکہ اللہ کی اس سرزمین پر اس کے عتاب سے فرار کا کوئی راستہ نہیں۔

تاج رحیم

اجتہاد اور بدعت

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان

سورۃ ابراہیم شروع ہوتی ہے تیرھویں پارے میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتے ہوئے کہ یہ کتاب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے اور اس لیے نازل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف نکالیں ظلمت سے نکالیں لوگوں کو اور نور کی طرف لائیں۔ ان کے پروردگار کی اجازت سے ایسے راستے کی طرف جو اللہ جل شانہ کا راستہ ہے جو غالب ہے قابل تعریف ہے اور ایسا غالب ہے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے یا زمین میں سب اسی کا ہے اور بہت برا انجام ہو گا انکار کرنے والوں کا بہت۔ شدید عذاب سے دو چار ہوں گے اس لیے کہ انکار کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی دنیا کی لذتوں کو آخرت پر ترجیح دی جس کے نتیجے میں وہ نہ صرف خود گمراہ ہوئے بلکہ دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکنے کا سبب بنے اور یوں گمراہی میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔

سب سے پہلی چیز جو اس سے حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن حکیم اللہ کی کتاب وہی ہے جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ یہ قرآن ہے اس کے علاوہ کوئی دلیل نہیں اور جو قرآن، جو الفاظ، جو آیات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرما دیں ان پر کوئی کمی بیشی کرنے کا کسی کو اختیار نہیں اور نہ کسی کے پاس کوئی دلیل ہے کہ اس پر وہ گھٹائے اور بڑھائے۔

لیکن صرف آیات نہیں اصل بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور جو اس آیہ کریمہ سے بھی ظاہر ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ ان آیات کا معنی اور مفہوم بھی وہی ہو گا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے چونکہ اصل آیات کو چھیڑنا تو اتنا آسان نہیں ہے اور اگر دوران تلاوت بھی کسی سے کوئی ایک لفظ یا کوئی ایک زیر زبر غلط نکل جائے تو فوراً" بے شمار لوگ، اسے ٹوکنے والے حفاظ کرام موجود ہوتے ہیں اللہ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا اور اسباب بھی ایسے بنا دیئے کہ اسے صرف کتابوں میں اور الفاظ میں نہیں سمویا بلکہ مسلمانوں کے اور بندوں کے سینوں میں اور دلوں میں سمو دیا ان کے دماغوں میں مرتسم کر دیا۔ تو کتابیں تو خرید کر کوئی ان میں رد و بدل کر سکتا ہے لیکن کتنے قلوب کو، کتنے ذہنوں کو، کتنے وجودوں کو خریدے گا جن میں قرآن

حکیم مرتسم ہے۔ کیسے اسے بدلے گا تو یہ بدلنا' آیات کا بدلنا تو مشکل ہے لیکن لوگ ایک شوشہ یہ چھوڑتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ و السلام کا کام یہ تھا کہ انہوں نے اللہ کا قرآن ہم تک پہنچا دیا اب ہر زمانے میں ہر عہد میں اور ہر دور میں اس قرآن سے راستہ متعین کرنا یہ ہمارا کام ہے بلکہ میں پچھلے دنوں دیکھ رہا تھا اخبار میں' بہت بڑا نام ہے ڈاکٹر جاوید اقبال کا۔ تو ڈاکٹر اقبال کی انٹرویو قسم کی کوئی چیز چھپی تھی تو وہ فرما رہے تھے کہ اجتہاد ہونا چاہیے اور اجتہاد قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کو کرنا چاہیے۔

اصل مصیبت یہ ہے کہ ہم اجتہاد کا مفہوم جو سمجھتے ہیں کہ اپنی پسند سے کوئی رائے معین کر لینا اجتہاد ہے۔ یہ جہد سے نکلتا ہے اور اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اس حکم کو تلاش کرنے میں بہت زیادہ محنت کی جائے اور اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں سے اگر بعینہ اس حکم کا جواب نہیں ملتا تو اس کی مثال تلاش کی جائے اور ویسے ہی کسی اور کام پر جو حکم ارشاد کیا گیا ہے اس کے مطابق اس کا حکم اخذ کیا جائے اپنی پسند سے نہیں بنایا جائے۔ اسی لیے مجتہد کا حدیث پر' تفسیر پر' اور فقہ پر' ان سب مضامین پر بیک وقت عبور کامل ہونا شرط ہے۔ اسے پتہ ہو کہ قرآن حکیم کا اس میں ارشاد کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کیا حکم دیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اسلام کی پوری تاریخ سے واقف ہو پورے زمانوں اور ان کے حالات سے واقف ہو وہ سمجھ سکتا ہو کہ کس زمانے کی ضروریات کیا تھیں اس زمانے میں کیا واقعہ ہوا اس زمانے میں آلات کیا تھے اس زمانے میں وسائل کیا تھے اس زمانے میں ذرائع کیا تھے اور لوگوں کی مجبوریاں کیا تھیں اور اس زمانے میں کونسا واقعہ ہوا اور اس زمانے کے علماء نے قرآن و حدیث سے اس پر کونسی دلیل جو ہے وہ لائی اور اس کا کیا فیصلہ کیا آج حالات کیا ہیں آج زمانہ کیسا ہے اور ضروریات کیا ہیں آج مجبوریاں کیا ہیں آج وسائل اور ذرائع کیا ہیں اور اگر ایک آدمی اس طرح کا کام کرتا ہے تو اس پر کیا اور کس حکم کا اطلاق ہونا چاہیے۔

تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ مجتہد نہ صرف دینی علوم بلکہ دنیوی حالات کا بھی فاضل ہوتا ہے۔ ہر شخص کا کام اجتہاد کرنا نہیں ہے۔ اجتہاد سے روکا نہیں کسی نے اور نہ اجتہاد کی اجازت کچھ خاص لوگوں کے لیے نازل ہوئی کہ جب یہ لوگ دنیا سے پردہ فرما گئے تو اجتہاد کا حکم بند ہو گیا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن اب مصیبت یہ ہے کہ جو شخص نام لکھنا نہیں جانتا جس شخص کو اپنے نام کا معنی نہیں آتا جس شخص کو بات کرنے کا سلیقہ نہیں آتا جو شخص چند لفظ پڑھ نہیں سکتا بول نہیں سکتا جو حالات زمانہ حالات حاضرہ سے واقف نہیں گذرے ہوئے زمانے کی بات تو دور چلی جاتی ہے۔ اب ہر وہ شخص اجتہاد کرنے بیٹھ جائے تو وہ اجتہاد تو نہیں ہو گا وہ گمراہی ہو گی۔ اس لیے اجتہاد کے لیے اسمبلی کا ممبر ہونا شرط نہیں ہے اجتہاد کے لیے اس علمی پائے کا ہونا شرط ہے جو ایک مجتہد کی خصوصیت بنتا ہے۔ لیکن مجتہد کیا کرتا ہے وہ حکم ڈھونڈ نکالتا ہے یا وہ راز تلاش کر لیتا

ہے جو میری آپ کی یا عام علم والے آدمی کی سمجھ میں نہیں آتا وہ زیادہ گہرائی میں جا کر زیادہ تحقیق کر کے زیادہ جستجو کر کے اس سوال کا جواب لے آتا ہے جس کا جواب عام آدمی یا عام عالم کی سمجھ میں نہیں آ رہا یہی اجتہاد ہوتا ہے اور اس سے کب روکا کسی نے۔ لیکن اجتہاد ہوتا ہے کہ اس میں منشا باری کیا ہے اور منشا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے متقدمین کی رائے اس میں کیا ہے اور اس میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اجتہاد کا معنی یہ نہیں ہے کہ اپنی مرضی سے چل پڑے۔

ایک طبقے کا خیال ہے کہ قرآن کو مفہوم اور معنی ہم خود پہنا سکتے ہیں سمجھ سکتے ہیں تو یہ آیتہ کریمہ فرماتی ہے کہ صرف کتاب ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں کی گئی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب جلیلہ یہ ہے۔

لتخرج الناس۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نکالیں من الظلمت تاریکی سے تو گویا قرآن کا معنی بیان کرنا اور کس حکم سے کیا مفہوم ہے اس پر کیا عمل کیا جائے گا یہ منصب نبوت ہے یہ فرائض نبوت میں سے ہے ہر شخص معنی نہیں پہنا سکتا اگر ہر شخص محض لغت کے زور پر معنی کرے گا تو شاید وہ ظلمت سے نکالنے کی بجائے خود بھی اس ظلمت میں غرق ہو جائے گا اگر یہ معنی اتنے آسان ہوتے تو صحابہ کبار میں بڑے بڑے فاضل لوگ تھے عرب اگرچہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے لیکن عرب اہل زبان تھے اور عام غلام اور کنیزیں اٹھتے بیٹھتے ایسے شعر کہہ دیتی تھیں جو آج بھی عربی ادب کا سرمایہ ہیں عام بول چال میں ایسے جملے اختیار کرتے تھے کہ وہ ساری دنیا کو عجمی یعنی گونگے کہتے تھے کہ عربوں کے علاوہ لوگ گونگے ہیں اس طرح کی بات کرنا نہیں آتی تو یہ تو بڑی سیدھی سی بات تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی آیت بتا دیتے اور لوگ اس کا معنی کر لیتے بلکہ نبی علیہ الصلوۃ و السلام کی ضرورت ہی باقی نہ رہتی قرآن حکیم ایک کتاب فرشتہ بیت اللہ میں رکھ دیتا لوگوں کو غیبی ندا دے دیتا کہ لوگو جو کچھ تم کر رہے ہو یہ نہیں ٹھیک کتاب پڑی ہے بیت اللہ میں وہ اپنی لے لو اور اس کے مطابق کرو لیکن لوگ کبھی نہ کر سکتے کہ ہر شخص اپنی پسند کا معنی پہناتا ہر شخص اپنی مرضی کا مفہوم اخذ کرتا اور لوگ اس پر بھی لڑ لڑ کر مر جاتے۔ تو منصب نبوت یہ ہے کہ ایک تو کلام باری اتنا لطیف ہوتا ہے اتنا پاکیزہ ہوتا ہے کہ اسے وصول کرنے کے لیے نبی علیہ السلام کا دل چاہیے نبی علیہ السلام کے قلب میں جب وہ جلوہ فگن ہوتا ہے تو پھر نبی علیہ السلام کی آواز نبی علیہ السلام کی زبان سے وہ الفاظ صادر ہوتے ہیں تو صورت بدل جاتی ہے کیونکہ نبی علیہ السلام بھی انسان ہوتا ہے آواز انسانی ہوتی ہے حروف انسانوں کے جانے پہچانے ہوتے ہیں لیکن اللہ کا کلام ان حروف کا اندھیروں کا پابند نہیں ہے اسی عربی ابجد میں اور کوئی بات لکھیں تو قرآن نہیں بن جاتی اس کا مطلب ہے کہ عربی ابجد کا پابند نہیں ہے وہ منشا باری جس کا اظہار یہ حروف کر رہے ہیں وہ قرآن ہے اور اسے وصول کرنے کے لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود چاہیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف کان نہیں سنتا کلام باری کو نبی علیہ السلام کا سارا وجود سنتا ہے وجود کا ایک ایک ذرہ کلام باری کو سنتا ہے اس میں کوئی جہت کوئی سمت

نہیں ہوتی کہ کہاں سے آواز آ رہی ہے یا ادھر سے آ رہی ہے ہر سمت سے آتی ہے اور وجود کا ایک ایک ذرہ سنتا ہے تو یہ کوالٹی چونکہ ہر بندے میں نہیں ہوتی غیر نبی میں مطلقاً نہیں ہوتی تو نبی مبعوث ہوتا ہے اللہ سے اس کلام کو حاصل کرتا ہے اور پھر انسانی زبان میں انسانی حروف میں ڈال کر انسانی زبان میں دوسروں پہ بیان فرماتا ہے۔ لیکن صرف کلام ہی نہیں جس طرح کلام نبی علیہ السلام وصول کرتا ہے اس طرح اس کلام سے کیا مراد ہے یہ شعور بھی نبی علیہ السلام کو عطا ہوتا ہے اور دوسروں کو یہ شعور دینا یہ نبی علیہ السلام کا ہی کام ہے کوئی بھی کسی بھی آیت کے نزول پر بعض آیات کے نزول پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے سوال کر دیا کہ اس سے مراد کیا سمجھے آپ وہ کہتے تھے اللہ و رسولہ اعلم۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتا ہے ہمارا کام تو یہ ہے کہ اللہ کا رسولؐ جو بتائے اس کے مطابق ہم اس پر عمل کریں۔

تو قرآن کو معانی یا مفاہیم اپنی مرضی سے پہنانے کا کوئی حق نہیں کسی کو جیسے ایک طبقہ اپنے آپ کو اہل قرآن کہتا ہے اور ان کے خیال میں حدیث پہ اعتبار اس لیے نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن کو تو اللہ کی حفاظت حاصل ہے حدیث کو تو نہیں تو حدیث میں تو بہت رطب و یابس آ گئیں غلط صحیح آ گئیں تو حدیث پہ تو اعتبار نہیں رہا اس لیے قرآن کا مفہوم جو حدیث میں ہے وہ نہیں قرآن کا مفہوم ہم خود کریں گے لیکن یہ صریح گمراہی ہے اس لیے کہ قرآن کی حفاظت کا جو ذمہ ہے اس کا دائرہ بڑا وسیع ہے اللہ جل شانہ نے جو ذمہ لیا ہے۔

ان نحن نزلنا الذکر ہم نے یہ ذکر یہ قرآن خود نازل کیا ہے **وانا لہ لحافظون** تو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ حفاظت نزول کے بعد حاصل ہے نزول سے پہلے تو محفوظ ہی ہے لوح محفوظ میں تو اسے کوئی خطرہ نہیں علم الٰہی میں تو اسے کوئی خطرہ نہیں تو حفاظت کی بات نزول کے بعد کی جا رہی ہے اب نزول کے بعد اگر حفاظت ہوگی تو صرف الفاظ کی نہیں ہوگی الفاظ کی ہوگی معانی کی ہوگی اور ایسے افراد کی ہوگی جن کے سینوں میں جن کے دلوں میں جن کی زبانوں پر قرآن موجود رہے گا۔ یعنی نزول کے بعد اگر دنیا میں کوئی شخص قرآن کو صحیح سمجھنے والا نہیں رہتا قرآن کی حفاظت کا کیا معنی رہا اگر روئے زمین پر اللہ کا کوئی بندہ قرآن کو صحیح سمجھنے والا نہ رہے تو قرآن کا کیا فائدہ رہا اگر معانی و مفاہیم گم ہو گئے تو اس کا مطلب ہے قالب رہ گیا الفاظ رہ گئے عربی کے ان میں جو منشا باری تھا وہ گم ہو گیا تو حفاظت کس کی ہوئی اگر منشائے باری ہر شخص سمجھ سکتا ہے تو قیمتی چیز تو وہی ہے تو الفاظ کے لیے نبی علیہ السلام کی ضرورت کیا رہ گئی یہ الفاظ جو ہیں یہ امین ہیں منشائے بارے کے اگر کوئی شخص نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے الگ ہو کر خود منشائے باری سمجھ سکتا ہے تو پھر قرآن اسی پہ نازل ہونا چاہیے آپ جس کو مغز دیتے ہیں اس سے چھلکا بچانے کی کیا ضرورت ہے اللہ نے اگر کسی کو مغز دے دیا ہے تو قیمتی چیز تو مغز ہی ہوتا ہے تو چھلکا۔ الفاظ تو وہ چھلکا ہیں جن میں وہ مغز بند ہے تو یہ عجیب منطق ہے کہ کوئی یہ کہتا ہے کہ صرف الفاظ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے اور مغز تو ہمیں خود مل گیا تو یہ منطق درست نہیں **لہٰذا حدیث کا انکار علمائے**

حق کے نزدیک ویسا ہی کفر ہے جیسا قرآن کا انکار کفر ہے کوئی فرق نہیں اس لیے کہ قرآن نے ارشاد فرما دیا۔

وما ینطق عن الھوی ان ھو الاوحی یوحی

۔کہ میرا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پسند سے بات نہیں کرتا جب تک اس پر اللہ کی طرف سے وحی نہ آئے گویا حدیث بھی وحی الہٰی میں ہے اور قرآن بھی وحی الہٰی ہے قرآن وحی متلو ہے جس کی تلاوت کی جائے گی حدیث وہ وحی ہے جو قرآن کی مفاہیم ہیں اور اس کی تلاوت نہیں کی جائے گی لیکن حفاظت اگر حدیث کی اٹھ گئی تو قرآن کی اٹھ گئی قرآن کی ممکن ہی نہیں رہتی جب کسی کی سمجھ میں ہی نہیں آئے گا تو پھر اس کے ہونے یا نہ ہونے کا کیا فائدہ۔ حدیث کی حفاظت کے لیے یہ کہہ دینا آسان ہے کہ حدیث میں جی غلط حدیث لوگوں نے بنا کر ملا دیں یہ کہہ دینا آسان ہے لیکن یہ کہنا بہت بڑی جہالت کی دلیل ہے اس لیے کہ اللہ نے حدیث کی حفاظت کا اتنا بڑا اہتمام فرمایاکہ مسلمان امت نے سترہ علوم ایجاد کیے علم کی سترہ اقسام ایجاد کیں ایک حدیث کی حفاظت اور پرکھ کے لیے اور صرف مسلمان ایک ایسی قوم اور ایسی امت ہے جس کے پاس ایک فن کا آپ اندازہ لگالیں باقی کو چھوڑ دیں۔

اسماء الرجال کا ایک فن ہے روایات حدیث میں جو ابجد سے شروع کرتے ہیں الف سے یائے تک جتنے لوگوں نے حدیث روایت کی ہے ان کا نام ان کی ولدیت ان کا قبیلہ ان کا علم ان کے سننے کی قوت ان کے علمی اور سمجھنے کی استعداد اور اس کے ساتھ ان کا کردار کہ وہ سچے تھے کھرے تھے یا ان سے غلطی ہوتی تھی یا ان کا جھوٹ بولنے کا امکان ہے یا نہیں صحت ان کی کیسی تھی ان سے سہو ہونے کا کتنا امکان ہے اس حد تک اسماء الرجال میں تمام حدیث کے راویوں پر بحث ملتی ہے یعنی خود حدیث کے الفاظ کو چھوڑ دیجئے ہر روایت کرنے والے فرد کی زندگی کا پورا خاکہ اسماء الرجال میں مل جاتا ہے کہ یہ کیسا آدمی تھا میڈیکلی اس کا حال کیا تھا اس کا حافظہ کیسا تھا اور اس کا کردار کیسا تھا اس کا خاندان کیسا تھا اور اس کی علمی استعداد کیا تھی پھر اس کے ساتھ روایت کا ایک فن رکھا ہے کہ وہ لوگ جو احوال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف ہوں ان کا دل اس بات کو مان جائے کہ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے کوئی میل کھاتی ہے اور ایسی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہو سکتی ہے اگر کوئی صاحب علم یہ کہہ دے کہ یہ بات جو ہے اس کا صدور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لب مبارک سے ممکن نہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق نہیں تو یہ ولایت کی نفی ہو جائے گی اسے حدیث نہیں مانا جائے گا کہ روایت قبول نہیں کرتی ساری شہادتیں ہیں لیکن اہل علم اور مزاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقف جو لوگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ بات اس طرح کے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہمارا دل نہیں مانتا تو وہاں بھی نفی کر دی جائے گی۔

صوفیوں سے محدثین حدیث نہیں لیتے تو کسی نے کہا حضرات دنیا میں سب سے کھرے لوگ تو یہ ہوتے ہیں ان سے نہیں لیتے فرمایا کھرے تو ہوتے ہیں بھولے بھی ہوتے ہیں جو کوئی ان کے سامنے بات کہہ

دے یہ سمجھتے ہیں [illegible] نے سچ کہا تو انہیں دھوکا لگ سکتا ہے انہیں دھوکا دینا آسان ہوتا ہے یہ سیدھے سیدھے لوگ ہوتے ہیں جو بات کرے یہ سمجھتے ہیں اس نے سچ ہی کہا لہٰذا ہم صوفیوں کی حدیث نہیں مانیں گے۔ اس حد تک احتیاط کی اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیا اور مسلمانوں نے حدیث کی متعدد اقسام متعین کر دیں یہ صحیح ہے یہ حسن ہے یہ متواتر ہے جو سیدھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی متواتر ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک درجہ پیچھے صحابی تک پہنچی فرمایا متصل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے قریب پہنچتی ہے اس سے آگے اس کی شہادت نہیں ملتی تو اس حدیث متصل کو ورایتا" ان واقعات سے منطبق کیا جائے گا جو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں واقع ہوئے کیا یہ میل کھاتی ہے اسے مانا جائے۔

تو ایک ایک لفظ حدیث کا جو ہے اس پر مسلمانوں نے عمریں لگائیں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو کسی نے مدینہ منورہ میں بخاری شریف جمع کرتے ہوئے بتایا کہ مصر میں ایک شخص کے پاس ایک حدیث ہے تو زمانہ لکھنے کا اور کتابوں کا نہیں تھا اور ایک ایک دو دو چار چار دس دس احادیثیں مبارکہ لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھیں تو ان آئمہ نے دنیا میں سفر کر کے پیدل چل کے گھوڑوں اور گدھوں پہ چل کے اونٹوں پہ بیٹھ کر آجا کر ایک ایک حدیث پاک جمع کر کے کتابی شکل دی پھر اس پر سیر حاصل بحث کر کے اسے بالکل نتار کے الگ کر دیا یہ بالکل صحیح ہے یہ اس سے ایک درجہ کم ہے یہ بالکل غلط ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں لیکن اتنے دیانت دار تھے کہ اس غلط کو مٹایا نہیں اسے لکھا رہنے دیا کہ لوگ کہتے ہیں حدیث ہے لیکن تحقیق کرنے سے ثابت نہیں ہے تو آپ مدینہ منورہ سے چل کر مصر میں اس شخص کو ملنے کے لیے گئے حدیث لینے کے لیے تلاش کرتے کرتے پہنچے تو وہ شخص اپنے کھیتوں پہ تھا اور گھوڑوں کو پکڑنا چاہتا تھا اور اس نے کرتے کے دامن کو اس طرح پکڑ رکھا تھا جیسے اس میں دانہ ہو یا کوئی چیز ہو گھوڑے کو بلا رہا تھا گھوڑا اسے دیکھ کر رک گیا تو قریب جا کر اس نے گھوڑا پکڑ لیا اور دامن جھٹک دیا اس میں کچھ نہیں تھا تو آپ دیکھ رہے تھے تو آپ واپس پلٹے تو اس نے بلایا کہ تم کون ہو میں تو گھوڑے میں مصروف تھا میں سمجھتا ہوں کہ وہ میں ہوں آپ مجھی سے ملنے آئے ہیں تو ملتے کیوں نہیں فرمایا مجھے کسی نے بتایا تھا کہ تمہارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے تو ہاں اس نے کہا ہے فرمایا لیکن میں تمہیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ تمہاری بات نقل کی جائے۔ تمہیں جانور کو دھوکا دینے کی کیا ضرورت تھی تم گودی میں اپنے دامن میں چند دانے نہیں ڈال سکتے تھے کہ جانور کھا لیتا اور تمہاری بات غلط نہ ہوتی تو تم اگر ایک بے زبان کو دھوکا دے رہے ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ تم اس پائے کے انسان ہو کہ تم سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد سنا جائے وہی بات وہی ارشاد کسی اور کی زبان سے سن لیں گے کسی اور مسلمان سے مل جائے گا لیکن تمہارا کردار اس قابل نہیں ہے کہ تمہاری بات کو سن کر تمہاری زبان سے سن کر اعتبار کیا جائے۔

اب یہ بڑے آرام سے بڑے مزے سے یہ

کہہ دینا کہ حدیث پر کوئی اعتبار نہیں یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے یعنی جن حضرات کی زندگیاں صرف حدیث جمع کرتے لگ گئیں کتنے کتنے عظیم المرتبت لوگوں کی صرف تحقیق حدیث میں عمریں گذر گئیں اور مسلمانوں کو اللہ نے وہ کمال عطا فرمایا اور مسلمانوں کے اللہ کی رضا کو پانے کا اللہ کے قرب کو حاصل کرنے کا وہ ذریعہ بنایا احادیث کی تحقیق اور اس کی چھان پھٹک اور اس کے ساتھ مجاہدے گئے کہ لوگوں کو اللہ کے قریب ہونے کے بڑے بڑے درجات اس میں نصیب ہوئے اور ان کے ساری عمر احادیث کی تحقیق پہ لگ گئی تو کسی ایک کا یہ کہہ دینا اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے کوئی بھی حدیث کو چھوڑ کر وہ تارک قرآن تو بن سکتا ہے اہل قرآن نہیں بنتا۔

سو یہ آیتہ کریمہ تعین کرتی ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا گیا اور اس لیے نازل کیا گیا۔ لتخرج الناس کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکالیں لوگوں کو تاریکی سے نور کی طرف اس لیے کہ اللہ ان کا رب ہے اور ربوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ جتنی ضرورتیں انسان کی ہیں ان کی تکمیل کے ذرائع اور ان کی تکمیل کے اسباب ان تک پہنچائے جائیں کہ ہدائت پانے کی ضرورت ہے انسان کو دنیا میں آ کر وہ بے سدھ اور بے خبر ہو جاتا ہے تو اسے یاد دہانی کی رہنمائی کے آگے جانے کے راستے کو دیکھنے کی یہ ضرورت ہے اور وہ رہنمائی کرنا رب کا کام ہے اس نے اپنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنا کلام بھی نازل فرمایا اور وہ ایسا غالب بھی ہے کہ اس کے راستے پر چلنا چاہیے اس لیے کہ کائنات میں جو کچھ ہے اس کا ہے جسے وہ مل گیا اسے سب کچھ مل گیا اور جسے کے ہاتھ سے اس کا دامن رحمت چھوٹ گیا اسے جو مل ... ہے وہ بھی دھوکا ہے اور وہ بھی اس کے لئے مصیبت اور وبال جان ہے اور فرمایا بہت برا حال ہو گا انکار کرنے والوں کا اتنے بڑے اہتمام کا جو انکار کرتا ہے اور اتنے بڑے ہدایت کے سبب کو جو جھٹلاتا ہے آخر کیوں ایسا کرتا ہے فرمایا اس لیے کرتا ہے۔

الذین یستحبون الحیوۃ الدنیا۔ وہ دنیا کے عہد پر فریفتہ ہو گیا وہ محض دینوی لذات پہ فریفتہ ہو گیا وہ شہرت چاہتا ہے وہ دولت چاہتا ہے وہ دینوی اقتدار چاہتا ہے اور اس کے بدلے اس نے آخرت سے ہاتھ اٹھا لیا۔

یستحبون الحیوۃ الدنیا علی الاخرۃ۔ اس نے آخرت کو چھوڑ دیا اور دینوی اقتدار یا دینوی مال و دولت یا دینوی شہرت پہ فریفتہ ہو کر وہ من مانی تحویلیں کرنے لگ گیا اور اس بات کا انکار کر دیا جو منشائے باری تھا اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ۔ قرآن حکیم صرف نازل نہیں ہوا۔ قرآن نازل ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے ایک قوم ایک امت دی جس میں لاکھوں افراد مرد عورت بچے بوڑھے پڑھے لکھے ان پڑھ ہر طرح کے امیر فقیر تھے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریاست بنائی ایک سلطنت بنائی جس میں سارے شعبے تھے سارے محکمے تھے سارا نظام تھا سیاسیات معاشیات اقتصادیات سے لے کر اخلاقیات عبادات اور عقائد

یہ سارا نظام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ترتیب پایا لوگوں نے کام کیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی کہ تم ٹھیک کر رہے ہو۔ وہ معاشرہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشکیل دیا اور اس کا ہر فرد سند یافتہ ہے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کام کیا اگر وہ غلط کر رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوک دیا روک دیا سمجھایا جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا اس طرح اس نے کیا اور اس حد تک ملتا ہے حدیث میں ایک شخص آیا مسجد نبوی میں نماز سے لیٹ پہنچا اس نے نماز ادا کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر بیٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے نماز نہیں پڑھی نماز پڑھ لے تو وہ پھر واپس گیا اس نے پوری نماز دہرائی پھر آ کر بیٹھا تو ارشاد ہوا تو نے نماز نہیں پڑھی تو جا کر نماز پڑھ اس نے پھر پڑھی پھر آ کر بیٹھا تو فرمایا تم نے نماز نہیں پڑھی تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو اپنی طرف سے ایک ایک لفظ ایک ایک رکن ادا کر رہا ہوں تو پھر کوئی کمی رہ گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری سمجھ میں نہیں آ رہی تو فرمایا تو جب رکوع کرتا ہے تو واپس پورا کھڑا نہیں ہوتا پھر سجدے میں چلا جاتا ہے اور سجدے سے جب اٹھتا ہے تو دو سجدوں کے درمیان پورا واپس نہیں بیٹھتا تو تو نے نماز ادا نہیں کی تو جلسہ بھی رکن تھا نماز کا اور یہ قیام بھی رکن تھا نماز کا رکوع سے واپس کھڑا ہونا تو تیری ایک رکعت میں دو ارکان جو اس سے ضائع ہو گئے تو نماز کیسے ادا ہو گی اس حد تک تربیت فرمائی گئی اب وہ شخص زندگی بھر کبھی بھولا ہو گا؟ یعنی جس بندے نے اس حد تک تصحیح کرا لی تھی دوبار بھول کر چار بار بھول کر۔ وہی خوش نصیب ہے کہ جسے یہ سند بھی مل گئی کہ اب ٹھیک ہے تو ٹھیک تک تو پہنچ گیا۔

آج کوئی شخص کہہ دے کہ جی ان کی بات کا کیا اعتبار آج ہم اپنی مرضی سے کریں گے تو اس کرنے کا کوئی دروازہ کوئی جواز کوئی راستہ ہے ہی نہیں لوگ ایسا کرتے اس لیے ہیں کہ انہیں جھوٹی شہرت دنیوی دولت یا جھوٹے اقتدار یا اپنی ناموری کا ہوتا ہے اور اللہ کریم فرماتے ہیں یہ بڑا مہنگا سودا ہے برائی ایسا وبال ہے کہ گمراہ آدمی اپنے عمل سے بھی دوسروں کے لیے مثال بن جاتا ہے دوسرے اسے دیکھ کر عمل کرتے ہیں گمراہ ہوتے ہیں پھر ہر گمراہ اپنے آپ کو حق پر سمجھنا شروع کر دیتا ہے اور وہ یہ کوشش کرنے لگ جاتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی ایسا ہی کریں جیسا میں کر رہا ہوں۔

و یصدون عن سبیل اللہ۔ تو اس کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ جو میں کر رہا ہوں یہ صحیح ہے سب لوگ ایسا ہی کریں تو وہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنے اور ہٹانے میں کوشش کرتا رہتا ہے جرم کرنا الگ بات تھی لیکن اللہ کے احکام کے راستے میں رکاوٹ بن جانا یہ ایک بالکل الگ بن گیا اس کی نوعیت ہی بدل گئی۔

ویبغونھا عوجا اور وہ غلطی جس میں وہ خود مبتلا ہے وہ چاہتا ہے کہ سارے لوگ اسی راستے پر چلیں اور یہ بہت بڑی مصیبت ہوتی ہے اور یوں ہر لمحہ اور ہر قدم اسے دور سے دور تر کرتا چلا جاتا ہے۔

اولیک فی ضلل بعید ۔ علمائے حق نے بدعات پہ ایک بحث فرمائی ہے سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ بدعت کہتے کسے ہیں ہمارے ہاں یہ روایت ہے کہ جو بات جسے پسند نہ آئے وہ اسے بدعت کہہ دیتا ہے بدعت لغت میں ڈکشنری میں الفاظ و معانی میں تو کسی بھی نئے کام کے شروع کرنے کو بدعت کہتے ہیں کوئی بھی نیا کام شروع کیا جائے تو اسے بدعت کہا جائے گا لیکن بدعت لغوی سے ہماری بحث نہیں ہے بدعت اصطلاحی سے کہ شریعت کے بدعت کہتی ہے بحث اس سے ہے۔ شریعت میں بدعت اسے کہا جائے گا جس کام کی اصل سنت سے ثابت نہ ہو جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہ سنت جو کرنے کا حکم دیا وہ سنت جو کرتے ہوئے دیکھا اور منع نہیں فرمایا وہ سنت جس کام کا ارادہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اس زمانے کوئی مانع ایسا تھا کہ وہ کام نہیں ہو سکا پھر جب وہ مانع اٹھ گیا تو وہ کام کرنا سنت ہے۔ یہ چار ذرائع بن گئے سنت کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرما دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کرنا ہوتا دیکھ کر اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع نہ فرمانا تین اور منشائے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کام کریں گے اور پھر چھوڑ دیا کہ اس وقت کوئی ایسی رکاوٹ تھی جو یا کوئی ایسا سبب تھا کہ وہ کام نہیں کیا جا سکتا تھا جب بھی اور جس زمانے میں بھی وہ رکاوٹ نہیں ہو گی وہ کام کرنا سنت ہو گا یہ بدعت نہیں بنے گا۔

اب جو لوگ رسومات کے اسیر ہیں انہوں نے ایک اور قسم نکالی ہے یعنی یہ بدعت حسنہ ہے بدعت اور حسن دو متضاد چیزیں ہیں بدعت میں حسن نہیں ہوتا اصل ہوتا یہ ہے کہ بعض امور ہوتے سنت ہیں لیکن انہیں لغت کے اعتبار سے سنت کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ اس زمانے میں وہ نہیں ہو رہے تھے لیکن منشائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھا جیسے یہ دلیل لیتے ہیں تراویح کی با جماعت نماز سے بدعت حسنہ والے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ با جماعت پڑھی جائے نعم البدعتہ ھذہ۔ یہ کتنا خوبصورت ایک کام شروع کیا گیا لیکن وہ بدعت فرمانا آپؓ کا لغت کے اعتبار سے ہے ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود با جماعت تراویح پڑھائی ایک دن بھی پڑھائی دوسرے دن بھی پڑھائی تیسرے دن لوگ بیٹھے رہے یا غالبا چوتھے دن لوگ بیٹھے رہے میں یہاں بھول رہا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے تو جب بہت دیر ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی اپنی نماز پڑھ لو اس لیے کہ مجھے ڈر ہے کہ یہ کہیں میرے پڑھانے سے فرض ہی نہ ہو جائے اور پھر تمہارے لیے مشکل ہو جائے سنت تو ایک آدمی کے پاس اختیار ہے کوئی نفل عبادت ہے کسی نے نہیں پڑھی اللہ معاف کرنے والا ہے لیکن فرض ہو گئی تو بہت لمبی نماز سب کو پڑھنی پڑے گی تو یہ عذر تب تک تھا جب تک وحی نازل ہوتی تھی عہد صدیقی میں بھی اس طرف کسی نے خیال نہیں کیا وہ اپنی اپنی تراویح پڑھتے تھے عہد فاروقی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اب تو وہ موانع نہیں ہے بھئی۔ عہد صدیقی تھوڑا سا عہد تھا جس میں کذاب اور جھوٹے نبیوں منکرین زکوۃ اور دوسروں کے ساتھ اس قدر الجھے ہوئے معاملات تھے کہ یہ فضیلت صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے حصے میں آتی ہے کہ کیسے حالات انہوں نے کس قدر سنبھالے یہ اللہ کی شان ہے لیکن فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دلیل یہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خود یہ نماز با جماعت پڑھائی اور فرمایا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں تم پہ فرض نہ ہو جائے تو اب تو وہ ڈر نہیں رہا لہٰذا اس کا با جماعت پڑھنا ہی سنت ہے۔

اس طرح بیت اللہ کے بارے حضور اکرم صلی اللہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر مجھے تمہاری قوم سے یہ ڈر نہ ہوتا کہ یہ نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں میں اسے توڑ کر بنائے ابراہیمی پہ بناتا بنائے ابراہیمی جو تھی وہ یہ حطیم کعبے کا حصہ ہے وہ جو چھوٹی سی دیوار ہے وہاں تک مکان لمبا تھا اور اس کا فرش بھی بلند نہیں تھا فرش زمین کے مطابق تھا اور دروازہ جو سامنے کا ہے اس کے مقابل پار بھی دروازہ تھا لوگ طواف بھی کرتے تھے اور اس دروازے سے داخل ہو کر اس دروازے سے نکل جاتے تھے اندر سے گزرنے کی سعادت بھی حاصل کرتے تھے قریش نے جب بیت اللہ شریف بنایا تو انہوں نے یہ کرسی بلند بھی کر دی اس لیے کہ ہماری اجازت کے بغیر کوئی اندر آ جا نہ سکے دوسرا دروازہ بھی بند کر دیا اور ساتھ جگہ اس لیے چھوڑ دی کہ اتنا سرمایہ ان کے پاس نہیں تھا کہ اتنی بڑی عمارت بناتے یعنی کفار تھے مشرک تھے لیکن انہوں نے بھی یہ اعلان کیا کہ بیت اللہ کی تعمیر کے لیے وہ پیسے چندے میں دیے جائیں جن میں دینے والے کو یقین ہو کہ ان میں کسی قسم کا کوئی حرام کا شبہ نہیں تو سارے مکے سے مل کر جو چندہ جمع ہوا تھا جس پر اس کے مالکوں کا خیال تھا کہ یہ سارا حلال ہے اس سے اتنی بڑی عمارت نہیں بنتی تھی لہٰذا انہوں نے تقریباً ایک چوتھائی چھوڑ دی اور اسے دیوار بنا دی کہ یہ عمارت کا حصہ ہے اور باقی عمارت جو ہے اس پر دیوار بنا کر چھت ڈال دیا اور دو تبدیلیاں یہ کر دیں کہ ایک تو دروازہ ایک کر دیا ایک اس کی کرسی بلند کر دی۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ کے فرمانروا تھے اور انہوں نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی تو انہوں نے اپنے عہد میں بیت اللہ شریف کو شہید کر کے اسے بنائے ابراہیمی پر بنایا اس کے بعد جب یزید کے بعد مروان اور اس کے بعد مروان کا بیٹا جب حکمران ہوا ولید کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے انہیں شہید کیا اور اس کی چونکہ حکومت تھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حجاج بن یوسف نے بیت اللہ شریف کو شہید کر کے پھر اس صورت میں بنا دیا جس میں آج بھی موجود ہے اس رنجش کی وجہ سے جو اسے عبداللہ ابن زبیر سے تھی تم نے اسے توڑ کر کیوں بنایا یہ واپس جائے گا۔

عبدالملک بن مروان جب وہاں پہنچا تو اس نے علماء سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا ابن زبیر سے سیاسی اختلاف یا حکومت کی رنجش الگ بات ہے لیکن وہ اس پائے کے بندے نہیں تھے کہ وہ کوئی غیر شرعی کام کرتے بیت اللہ کو اس طرح توڑتے۔ تو علماء نے بتایا کہ یہ منشائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور انہوں نے جو کیا تھا یہ صحیح تھا اور یہی سنت تھی حجاج نے یوں کیا ہے یہ غلط ہے تو اس نے ارادہ کیا کہ اسے پھر سے شہید کر کے اسے اس بنا پر بنا دیا جائے جس پر ابن زبیر نے بنایا تھا علماء نے روک دیا فرمایا

اب اللہ کی مرضی یہ جیسا ہے اسے مت چھیڑو اس لئے کہ بعد میں آنے والا کوئی پھر یہ فتویٰ حاصل کرے کہ نہیں اسے ویسا ہونا چاہیے پھر بعد میں کوئی آیا تو وہ فتویٰ حاصل کرے گا ایسا ہونا چاہیے تو یہ بادشاہوں کا کھیل بن جائے گا۔ بازیچہ بن جائے گا اس میں بیت اللہ کی حرمت نہیں رہے گی۔ جیسا ہے رہنے دو۔ اب جو ہو گیا اللہ کو یہی منظور تھا اسے مت چھیڑو۔

لیکن میں بات کر رہا تھا سنت کی کہ منشا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جہاں پایا جائے وہ سنت ہے بدعات میں وہ رسومات آتی ہیں جن کا کوئی وجود عہد نبوی میں نہیں تھی اور جنہیں آج ہم نے مسلمانی کا معیار بنا لیا ہے جو آدمی یہ رسم ادا نہ کرے ہم سمجھتے ہیں یہ مسلمان بھی نہیں ہے اور بدعت میں یہ مصیبت موجود ہے جو یہاں قرآن نے بیان فرمائی ہے کہ وہ دوسروں کو بھی اسی پہ لگانا چاہتے ہیں اور یہ دن بدن اللہ کی راہ سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں اسے گناہ سمجھیں گے تو توبہ کریں گے نا اسے نیکی سمجھ کر کرتے رہتے ہیں لیکن فرمایا یہ یاد رکھو نور اور نیکی وہی ہے جس کی طرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہے اس کے باہر اگر کوئی رسم کرتے بھی ہو تو یہ یقین رکھو کہ جو میں کر رہا ہوں یہ غلط ہے اور جو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے صحیح وہ ہے تاکہ صرف اس کام کے کرنے کا گناہ رہے ایمان اور عقیدہ تو خراب نہ ہو۔ دوسروں کی تباہی کا سبب تو بندہ نہ بنے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں رمضان شریف میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیتے تھے اور ساری عمر موذن تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم بھی تھے اور موذن بھی تھے تو ایک صحابی تھے ام کلثوم ان کی بینائی نہیں تھی اور وہ دوسری مسجد میں اذان کہتے تھے پاس کے محلے میں جو تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر روزہ بند نہ کیا کرو اسے عادت ہے یہ دو چار منٹ پہلے دے دیتا ہے تھوڑی دیر پہلے دیتا ہے لیکن ام کلثوم چونکہ خود بینا نہیں ہے وہ دوسروں سے پوچھتا رہتا ہے تو صحیح وقت پر وہ اذان کہتا ہے اس کی اذان پہ روزہ بند کیا کرو صحیح حدیث میں یہ حکم موجود ہے تو اس دور کی احتیاط کو لے لیں اور آج کی اذانوں کو آپ دیکھیں آج اذانیں تو نہیں آج تو مصیبت بن گئی ہیں شہر کے لیے بیماری وبال ہو گیا ہے تو یہ محض ایک رواج بن گیا ہے تاکہ محلے میں دس مسجدیں ہیں تو دس پر فل والیم سے سپیکر کھول دیا جائے اور افطاری و سحری کا وقت گھنٹہ بعد ہو اور ایک گھنٹہ پہلے الم غلم غلط صحیح آتا ہے وہ لوگوں کے ذہنوں میں انڈیلتے چلے جاؤ تو یہ دین نہیں ہے نہ اس پہ کسی ثواب کی امید ہے بلکہ یہ ایذائے مسلم ہے لوگوں کو تنگ کرنے والی بات ہے لیکن چونکہ اب یہ دین کا حصہ بن چکا ہے خود دین بن چکا ہے اگر کوئی یہ کہہ دے جو میں کہہ رہا ہوں تو وہ تو شہر بدر کر دیا جاتا ہے اگلے دن میرے ساتھ بھی یہی حادثہ ہوا ہے میں سمجھ تنگ کیا میں نے کہا یار اگر اسلام قبول کرنا کوئی جرم ہے تو یہ غلطی ہم سے ہو چکی لیکن اب اس کی اتنی سزا تو نہ دو کہ ہم اسے چھوڑ کر بھاگ ہی جائیں کوئی

○ اس تحریک کی بنیاد یہ ہے کہ جہاں بے شمار کفرستان نظر آتے ہیں وہاں ایک اسلامستان بھی ہونا چاہیے وہ خواہ چند افراد ہوں وہ ایک گاؤں ہو وہ ایک شہر ہو اللہ کرے ایک بہت بڑا ملک ہو! اور یہ ساری دنیا پر چھا جائے۔

○ اس کی قوت ہمارے اس خلوص پر ہمارے قلب کی ان کیفیات پر ہے کہ کس درد سے ہم اپنے آپ کو INVOLVE کرتے ہیں۔ (محمد اکرم اعوان)

اجتماع

"تنظیم الاخوان"

2- دسمبر 92 کو لاہور میں منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک محمد اکرم اعوان سرپرست اعلیٰ الاخوان انتہائی اہم اور تاریخی خطاب فرمائیں گے۔

نوٹ:- مقام کا اعلان آئندہ شمارے میں کیا جائے گا۔

تاج رحیم جنرل سیکرٹری الاخوان (پاکستان)

اسلامی کلچر، تقدیر، آخرت

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان

بیسویں پارے میں سورۃ النحل کی یہ آیات مبارکہ ہیں بیسواں پارہ شروع میں دوسرا رکوع یہاں سے ان آیات مبارکہ سے شروع ہوتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ کفار اس بات پہ بڑا زور دیتے ہیں جب ہم مٹی میں مل جائیں گے تو پھر ہمیں دوبارہ کیسے زندہ کیا جا سکے گا اور یہ بات نئی نہیں ہے اس سے پہلے ہمارے آباؤ اجداد سے بھی اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں قوم کے علم میں بھی ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کا بھی کوئی اثر موجود ہے اور یہ صرف کہا جاتا رہا لیکن یہ محض حکایات یا قصے کہانیاں ہیں۔ ایسا آج تک ہوا کبھی؟ ان سے فرمائیے کہ تم روئے زمین پر چل کر بدکاروں کا دنیوی انجام جو ہے تاریخ کے اوراق میں دیکھو زمین کے سینے سے تلاش کرو جہاں تک ان کی ہٹ دھرمی سے دکھ پہنچنے کا تعلق ہے تو آپؐ اس دکھ کو محسوس نہ کیجئے اس لیے کہ اللہ نے انہیں اختیار دیا ہے ان کے ساتھ کوئی زبردستی نہیں ہو گی اور اگر انہیں کوئی زبردستی پکڑ کر جہنم میں پھینکتا تو دکھ کی بات تھی اب اگر یہ اپنی پسند سے وہ راستہ اپنا رہے ہیں۔ بلکہ یہ تو اتنے جلدی میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے غمگین ہوتے ہیں اور یہ تو اتنے جلدی میں ہیں کہ یہ کہتے ہیں اگر قیامت قائم ہونی ہی ہے یہ حادثہ ہونا ہی ہے تو اسے لائیے کیجئے کیوں نہیں ہوتا۔

متی ھذا الوعد وہ وعدہ پھر کہاں گیا کہاں ہے قیامت کب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہئے ہو سکتا ہے قیامت بھی تمہارے پڑوس ہی میں ہو۔ ہو سکتا ہے تمہارا اگلا سانس تمہیں قیامت میں پہنچا دے ہو سکتا ہے اگلا لمحہ تمہیں اللہ کے عذاب کی گرفت میں پہنچا دے۔

عسی ان یکون ردف لکم۔ ہو سکتا ہے تمہارے ساتھ ہی جڑی ہوئی ہو یا قیامت کے کچھ عذاب جس قیامت کو تم بڑی جلدی سے مانگ رہے ہو اس کا کوئی حصہ بالکل تمہارے ساتھ ہو اور فرمایا کہ بات یہ ہے کہ تیرا پروردگار بہت کریم ہے اس کا کرم ہے کہ ایسے ایسے کافرانہ اور ایسے ایسے جاہلانہ اور ایسے ایسے متکبرانہ دعوؤں کے باوجود عاجز انسان کو فوراً نہیں پکڑتا مہلت دیتا ہے یہ لوگ ہی ہیں جن کی اکثریت شکر نہیں کرتی۔ فرمایا یاد رکھ لو کہ کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات آسمانوں میں زمین میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اللہ کی ذات تو بہت بلند ہے جو لوح محفوظ میں نہ درج ہو۔

آج ساتھیوں نے دو بڑے مزے دار سوال

دیئے اور میرے خیال میں میں نے قرآن حکیم کھولا۔ انداز ے سے کھول دیتا ہوں۔ تو ان دونوں باتوں کا اس میں جواب آگیا ایک سوال تو یہ تھا کہ ہمارے ایک بہت بڑے دانشور ایک دینی خانوادے کے چشم و چراغ فرماتے ہیں اسلامی کلچر نام کی کوئی شے ہی نہیں وہی عرب کلچر ہے جسے اسلامی کلچر کہا جانے لگا اب یہ بڑی عجیب بات ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ و السلام کی بعثت نے عربوں کو جس بات پہ تڑپا دیا تھا وہ بھی یہی چیز کہتے تھے کہ انہوں نے ہمارا کلچر تباہ کر دیا یعنی ان کا جو سارا زور تھا اسی بات پر تھا کہ ہمارے باپ دادے سے ایک عقیدہ ہمارے باپ دادے سے ایک تہذیب ہمارے باپ دادے سے رہنے سہنے کا ایک طریقہ ہمارے آپس میں معاملات کا ایک سلیقہ ہماری سیاست کا ایک راستہ ہمارے رشتوں کی تعین کا ایک انداز یہ سب کچھ ہمارا صدیوں سے چلا آ رہا ہے ہم یہ کیسے برداشت کریں کہ ایک آدمی اٹھ کر اس سارے کو تہس نہس کر دے اس سارے کو تباہ کر کے تبدیل کر دے اس کی جگہ پورا سٹرکچر پورا نظام نیا دے دے۔

اب ڈیڑھ ہزار سال بعد ایک دانش ور یہ تحقیق کرتا ہے کہ عرب کلچر ہی جو تھا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو تھا وہی اسلامی کلچر ہے اس میں کوئی فرق نہیں تو میں یہ سمجھوں گا کہ اس نے ابوجہل جتنا بھی اسلام کو نہیں سمجھا۔ اتنی بات تو ابوجہل کی سمجھ میں بھی آگئی تھی کہ یہ نیا مذہب ہمارا کلچر تباہ کر دے گا اور اس دانشور نے تو اتنا بھی نہیں سمجھا۔ عربوں کا جو سارا اسلام کے خلاف سٹینڈ تھا وہ تھا یہی کاش یہ آدمی اس وقت پیدا ہوتا انہیں سمجھاتا کہ بھئی یہی کلچر تو ہم اپنا رہے ہیں انہی بتوں کی پوجا مسلمان بھی کرتے ہیں۔ اسی حرام کو حرام کہتے ہیں جس کو تم کہتے ہو اسی حلال کو حلال کہتے ہیں جس کو تم کہتے ہو اسی طرح رشتے جوڑتے ہیں جس طرح تم جوڑتے ہو اسی طرح زندگی موت اسی طرح کاروبار اسی طرح تجارت کرتے ہیں کاش وہ انہیں سمجھا سکتا اور وہ اسے بتاتے کہ ہمارا طریقہ کیا ہے اور مسلمانوں کا طریقہ کیا ہے اور اس میں کتنا فاصلہ ہے۔ میرے خیال میں یہ اتنی فضول بات ہے کہ کسی بھی باشعور آدمی کو اسے اتنی اہمیت ہی نہیں دینی چاہیے کہ اس پہ بحث کی جائے یا اسے باتوں میں لیا جائے یا اس پہ کوئی سوال پیدا کیا جائے۔ کیونکہ اتنی گئی گزری بات ہے کہ اگر اسلام عربوں ہی کا کلچر اپنا تا تو شاید یہ بھول رہے ہیں عربوں کے پاس حج کا تصور بھی موجود تھا عربوں کے پاس فرشتوں کا تصور بھی موجود تھا عربوں کے پاس حج کا تصور بھی موجود تھا عربوں کے پاس بیت اللہ کی عزت و احترام کا بھی ایک تصور موجود تھا اسی بات پہ وہ مرتے تھے کہ ہم بھی خدا کو مانتے ہیں تم الٹی طرح سے منواتے ہو۔ ہمارے ساتھ بھی تو خدا گزارا کر رہا ہے تین سو پینسٹھ بتوں کے ساتھ ہمارے بیت اللہ میں گزارا ہو رہا ہے تم یہ کونسا خدا لے آئے ہو جو کسی دوسرے کو برداشت ہی نہیں کرتا۔ اسی بات پہ تو وہ مرتے تھے کہ تم سے پہلے بھی ہمارا لین دین ہم اس پہ سود لیں یا نہ لیں ہم مرضی سے لیتے ہیں مرضی سے دیتے ہیں۔ عجیب بات ہے جو تجارت کرتے ہو اس سے نفع کما لیتے ہو ہم اگر سود پہ لیتے ہیں تو اسے کہتے ہو حرام ہے تم ہماری تہذیب کے پیچھے پڑ گئے جو ہم کرتے تھے اسے تم تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ تو میرے خیال میں ہمارے ملک میں ایک رواج ہو چلا ہے جو میں نے شعراء میں بھی دیکھا ہے اور علماء میں بھی یہ دانشوروں کی دو قسمیں ہیں ان میں میں نے دیکھا ہے کہ کوئی شاعر جتنے واہیات

شعر کہے دین کے خلاف اس میں انبیاء علیہم السلام کی تذلیل ہو اس میں رب جلیل کی بارگاہ میں گستاخی ہو اس میں مذہبی احکام کا تمسخر اڑایا گیا ہو تو وہ بڑا شاعر ہوتا ہے جیسے احمد فراز ہے یا فیض احمد فیض تھا یا جوش ملیح آبادی تھا یہ امام ہیں اس فن کے باقی بچونگڑے تو بے شمار ہیں اور ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ میں یہ خرافات کہوں شاید یہ بہت سستی شہرت کا نسخہ ہے اور اسی قبیل میں یہ دعوے اور یہ تحقیقات ہیں اس طرح کی بات کرتا ہے آدمی تو شاید وہ چاہتا ہے کہ اس طرح سے میری بات ہو تو کیا نام نہ ہوگا بدنامی بھی شہرت کا سبب تو بنے گی۔

ورنہ میاں کلچر انگریزی میں کہتے ہیں اور اسے اردو میں اور عربی میں تہذیب کہتے ہیں اور اس سارے کا مفہوم ہوتا ہے لوگوں کی نظریات اور ان نظریات کے مطابق ان کے آپس میں تعلقات وہ عوامی تعلقات ہوں یا وہ خاندانی تعلقات ہوں یا وہ کاروباری تعلقات ہوں یا وہ سیاسی تعلقات ہوں یا وہ کسی زندگی کے شعبے سے تعلق رکھتے ہوں انہی سے تہذیب بنتی ہے اور تہذیب کے معنی ہوتا ہے چلنا کسی راستے پر کسی انداز سے اور زندگی کے راستے پر چلنے کو تہذیب کہہ دیا جاتا ہے اسے انگریزی میں کلچر کہہ لیتے ہیں اب اسلام نے جس تہذیب کی بنیاد رکھی وہی اس کا دین ہے یعنی اسلام ایمان لانے سے لے کر مٹی کھودنے تک سارا دین ہی دین ہے یا آپ دین پر عمل کر رہے ہیں یا آپ دین کے خلاف کر رہے ہیں ملازمت ہے مزدوری ہے تجارت ہے رشتہ داری ہے دوستی ہے یا دشمنی کلچر عربوں ہی سے ادھارا لیا تو پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول ماننے کی کیا تک ہے پھر تو رسالت ساری عربوں پہ بٹ گئی اور یہ ایسی فضول بات ہے کہ شاید اتنی واہیات بات

مرزا قادیانی نے بھی نہیں کی ہوگی کبھی کہتا تھا میں اللہ کی بیوی ہوں کبھی کہتا تھا میں اللہ کا بیٹا ہوں کبھی خود اللہ بن جاتا تھا تو اس طرح کی خرافات ہیں ان کی کوئی اہمیت ہی نہیں اور میرے اپنے ذاتی خیال میں وہ شخص آپ سے مجھ سے اس بات کو زیادہ بہتر جانتا ہے اس لیے کہ وہ ایک بہت دینی بہت علمی خاندان کا فرزند ہے اور اس کے گردو پیش اس کے آباؤ اجداد ساری عمر دین کی تبلیغ کرتے دنیا سے گزر گئے ہیں یہ الگ بات ہے کہ اس کی قسمت میں محرومی آئی اور اس نے سستی شہرت کا سہارا لیا دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔

دوسرا سوال جو ہے وہ سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام مقدر کر دیا گیا پیدا ہونے سے پہلے لکھ دیا گیا تو پھر گناہ پر سزا کا کیا تصور رہ جاتا ہے یہ رب جلیل کی لکھت پڑھت ہے اسے سمجھنے میں ہم لوگ تیزی کرتے ہیں اور یہی غلط فہمیاں اس دور کے لوگوں کو بھی دین سے دور رکھنے کا سبب بنتی تھیں سب سے پہلے بات یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی جیسے ذات ازلی و ابدی ہے اسی طرح اس کی ساری صفات بھی ازلی و ابدی ہیں اس کا علم بھی ازلی و ابدی ہے جو ہو چکا وہ ماضی ہے جو ہوگا وہ مستقبل ہے جو سامنے ہے وہ حال ہے یہ میرے لیے اور آپ کے لیے ہے لیکن اس کی بارگاہ میں ماضی و مستقبل بھی دست بستہ حاضر ہیں وہاں نہ کوئی ماضی ہے نہ کوئی مستقبل ہے اس کا علم ہر شے کو ہر آن محیط ہے جو ہو چکی ہمیں اس پہ غلطی لگ سکتی ہے ایک واقعہ میرے سامنے گزرا ہوگا چند سال بعد وہ مجھے بھول جائے گا ایک آنے والا ہے اس کے متعلق میرا اندازہ غلط ہو سکتا ہے لیکن اس کی بارگاہ میں اس کے علم میں اس کا علم حضوری ہے یعنی ہر چیز کا علم ہر وقت

اس کی بارگاہ میں حاضر ہے۔

اب یہ جو لکھت پڑھت ہے وہ ایسا کریم ہے کہ اس نے انسان کو ایک عجیب مخلوق بنایا اور بہت بڑی عجیب مخلوق بنایا ہے ایسا جوڑ لگایا کہ یہ صرف اسی کو سزا وار ہے۔ سب سے کثیف مادے کو لے کر مٹی، کو لے کر سب سے لطیف انوارات عالم امر کے جو

ہیں ان کو ان سے ساتھ جوڑ دیا حالانکہ لطافت و کثافت میں پیوند نہیں لگا کرتے روح عالم امر سے ہے اور لطیف ترین چیز ہے اور وجود مادے کی انتہائی کثیف شکل سے ہے رب کریم نے انہیں ایسا جوڑا کہ یہ کبھی جدا نہیں ہوں گے چونکہ عالم امر کی جو تجلی ہے وہ ہمیشہ رہے گی تو یہ وجود بھی اس کے ساتھ دوام حیات پا گیا ان کا جوڑ کبھی جدا نہیں ہو گا ٹوٹے گا نہیں اب اس جوڑ کی دونوں چیزوں میں خصوصیتیں اپنی اپنی ہیں عالم امر کا جو حصہ اس میں ہے اس کی خصوصیات وہی ہیں جو اس عالم کے لائق ہیں اور مادی عنصر جو اس میں شامل ہے اس کی خصوصیات وہی ہیں جو مادے کی کثافت کی ہونی چاہئے رب جلیل نے اسے نہ ادھر مجبور کیا نہ ادھر مجبور کیا اس نے اسے ایک ایسا درمیانی راستہ دکھایا کہ جس پر اس کی مادی ضروریات بھی پوری ہو سکیں اور اس کی وہ روح کی لطافت جو ہے وہ نہ صرف قائم رہے بلکہ اس میں مزید ترقی ہوتی چلی جائے اس راستے کو کہتے ہیں اسلام۔ اب اس پر اس نے کسی کو باندھا نہیں ہے نہ اس کا دروازہ کسی کے لیے بند کیا ہے بلکہ فرما دیا۔

وہدینہ السبیلا اما شاکرا و اما کفورا۔ ہم نے راستہ واضح کر دیا اب بندے پر ہے کہ وہ شکر اختیار کرتا ہے یا ناشکری اپناتا ہے یہ ہے بندے کے اختیار کی بات لیکن اس اختیار کو بھی وہ بندے کے پیدا ہونے اور بندے کے کرنے سے بہت پہلے جبکہ بندہ

اور بندے کا کوئی نشان نہیں تھا اس وقت بھی جانتا تھا کہ میں ایک مخلوق پیدا کرنے والا ہوں اور اس میں وہ بندہ یہ یہ کام کرے گا اپنے اس علم کی بنیاد پر اس نے کتاب مبین میں لکھ دیا ہے کہ فلاں یہ کرے گا فلاں یہ کرے گا۔ فلاں یہ کرے گا۔ اس کے لکھنے سے بندہ مجبور نہیں ہے بندہ کرنے والا ہے اور اس کا علم ایسا کامل ہے کہ اس نے پہلے لکھ دیا کہ فلاں یہ کام کرے گا اب اس کو الٹا سمجھا جاتا ہے کہ جی میں قتل کرتا ہوں تو اللہ نے لکھ دیا تھا کہ میں قتل کروں گا اللہ نے اس لیے لکھ دیا تھا کہ اسے پتہ تھا کہ یہ قتل کرے گا میں اس لیے قتل نہیں کرتا کہ اللہ نے لکھ دیا تھا کہ میں مجبور ہوں گا۔ یہ ان اعمال کی بات ہے جن کے لیے بندہ مکلف ہے جن کے کرنے کا اسے حکم دیا گیا۔

دوسرا پہلو انسانی زندگی کا وہ ہے جس میں بندے کا کوئی دخل ہی نہیں اسے کہتے ہیں تکوینی امور وہ کام جو اللہ خود کرتا ہے جس میں بندے کی کوشش کا محنت کا کوئی دخل نہیں وہ اس نے طے کر کے لکھ دیا اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرتا اس نے لکھ دیا کہ فلاں کے دو بیٹے ایک بیٹی ہو گی ساری دنیا سر پٹکتی رہے نہیں تبدیل کرتا اس نے ایک ایک غلہ ایک ایک دانہ تقسیم کر دیا کہ کونسا غلہ کس وجود کا حصہ بنے گا۔

الاوان النفس لن تموت حتی تستکمل رزقھا۔ کوئی متنفس اپنے حصے کی روزی کھائے بغیر نہیں مرتا۔ اب یہ روزی ہم کیسے حاصل کرتے ہیں اس کا اختیار اس نے ہمیں دے دیا کہ حاصل کرنے کا جائز ذریعہ یہ ہے اور اس کے علاوہ کرو گے تو ناجائز ہو گا جو رشوت لے کر پیسہ جمع کرتا ہے اس کو بھی وہی ملتا ہے جو اس کا مقدر تھا اگر وہ محنت کرتا تو اتنی

دولت وہ ادھر بنالیتا۔ وہ دولت اسے ملنی تھی اب یہ اس پر ہے کہ وہ چوری کر کے لیتا ہے رشوت کر کے جمع کر کے لیتا ہے مزدوری کر کے تجارت کر کے کمالیتا ہے مزدوری پر مجبور نہیں کیا رشوت لینے سے اس کا ہاتھ نہیں پکڑا لیکن درمیان میں اپنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھڑا کر کے کی زبان سے خود فرما دیا زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی بات خود کرتا تھا

ماینطق اعن الھوی ان ھو الاوحی یوحی۔

زبان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور بات اللہ خود کرتا تھا کہ میاں اس طرح کرو گے تو سزا پاؤ گے اس طرح سے کرو گے تو انعام پاؤ گے یہی کتاب تجھے لینی ہے تمہیں دوسری نہیں مل سکتی اس طرف سے آکر اٹھاؤ گے سزا پاؤ گے اس طرف سے آکر اٹھاؤ گے انعام پاؤ گے یہ اس نے لکھا نہیں اس طرح نہیں لکھا کہ مجبور ہم ہو جائیں اس طرح ضرور لکھ دیا کہ اسے پتہ ہے کہ یہ بندہ اس طرف جا کر اٹھائے گا۔

یہی بات ان آیات مبارکہ میں زیر بحث ہے کہ کفار نے کہا یہاں اللہ نے عجیب سا جواب ارشاد فرمایا سوال کفار کا یہ ہے کہ جب ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہمارے آباؤ اجداد مٹی میں مل گئے نہ کوئی رگ رہی نہ کوئی ریشہ رہا نہ کوئی خون رہا نہ کوئی قطرہ رہا نہ کوئی عنصر باقی بالوں کا رہا نہ کوئی دیکھنے کی قوت آنکھوں کی رہی یہ بڑے بڑے نازک کل پرزے تھے اور سارے تباہ و برباد ہو گئے۔

انا لمخرجون○ ہمیں پھر بھلا کون کھڑا کر دے گا اس کا جواب چونکہ پہلے دوسری آیت میں گزر چکا تھا اللہ نے فرمایا

یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ یہ نہیں اس کا جواب یہیں دیا دوسری جگہ قرآن حکیم جواب دے چکا تھا کہ تم کہتے ہو اب ہم مٹی بن جائیں گے تو مٹی جو بنے گی وہ تو ساری وجود کے مادی اجزا یکجا ہوں گے یا ایک مادے کی صورت میں ہوں گے تو جس نے تمہیں پہلے پیدا کیا اس نے تمہارے اجزا کو روئے زمین پر اتنا بکھیرا ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے تم مر کر اتنا نہیں لکھ سکتے جتنے اس نے تمہارے لیے اجزا تمہارے پیدا ہونے سے پہلے مقرر فرما دیے ہر جزو کو کسی کو گھاس کی شکل دی اس گھاس کو بھینس نے کھایا اس بھینس نے دودھ دیا اس دودھ سے گھی نکلا منڈیوں سے گوالوں سے دکانوں سے ہوتا ہوا کسی حلوائی کے پاس کسی مٹھائی میں مل کر تم تک پہنچا لیکن وہ جانتا تھا کہ یہ ذرہ مٹی کا ہے اور میں نے فلاں وجود پر چڑھانا ہے اس نے زمین کے کسی ایک گوشے میں ایک دانہ چاول کا پیدا کیا وہ سینکڑوں منڈیوں سے گذرا جہازوں پر آیا کتنی بار بکا اور کئی ممالک میں گیا آدمی یہاں سے اٹھتا ہے وہ امریکہ جا کر کھانا کھاتا ہے اس نے بندے کے پیدا ہونے سے پہلے اس مٹی میں اس کے وجود کے اجزاء رکھ دیے کسی کے لیے وہاں سے یہاں لے آتا ہے کسی کو یہاں سے وہاں لے جاتا ہے لیکن ہر وجود پر مٹی کے وہی اجزاء لگتے ہیں جو اس کا حصہ ہیں تو کتنے منتشر اجزاء روئے زمین سے جمع کر کر کے انہیں مختلف صورتوں میں ڈھال کر کہیں پھل کہیں پھول کہیں دوا کہیں غذا تو ایک ایک فرد تک پہنچاتا ہے پھر ان سے ان کا خلاصہ نکال کر باپ کے صلب میں محفوظ کرتا ہے کھانا باپ کھا رہا ہے اس میں حصہ بیٹے کا اولاد کا بھی آ رہا ہے اسے اس کی ہڈی یا گوشت نہیں بننے دیتا صلب میں محفوظ کر دیتا ہے ایک منہ سے کھایا ہوا ایک معدے میں حل ہوا ہوا ایک جگر میں محلول بنا ہوا ایک خون میں ملا ہوا سارا مادہ ایک شخص کا وجود

نہیں بننے دیتا آنے والی نسل کا صلب میں محفوظ کر دیتا ہے۔ تو فرمایا جس نے اتنی باریکی سے تمہیں پیدا کیا اگر تم جل کر راکھ ہو جاؤ یا مر کر مٹی کا ڈھیر ہو جاؤ تو کیا تم سمجھتے ہو اس کے لیے دوبارہ کھڑا کرنا مشکل ہے۔

قل یحییھا الذی انشا ھا اول مرۃ وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی مرتبہ کیا یہاں زندہ کرنا نہیں بتایا **انشاھا** جس نے پہلے مرتبہ اس کے وجود کی تعمیر کی تو اس تعمیر پہ فرمایا غور کرو تمہیں پتہ چلے گا زندہ کرنے والا کتنا قادر ہے۔

تو یہ جو امور تکوینی تھے کسی کا قد کتنا ہو گا اس کی شکل کیسی ہو گی اس کا رنگ کتنا ہو گا وہ کتنے برس جیئے گا اس کی صحت و بیماری کا کیا حال ہو گا اس کی قوت و سماعت و بصارت کیا ہو گی اس کے ہوش و حواس کتنا کام کریں گے اس کا وہ کیلیبر سوچنے کا وہ کیا ہو گا اور اس میں کیا ٹیلنٹ ہو گا کیا نہ ہو گا۔ یہ بندے کے بس کی بات نہیں اس کا بندہ مکلف بھی نہیں وہ پوچھے گا بھی نہیں کہ تو کالا کیوں ہے تو گورا کیوں ہے یہ بھی سوال نہیں ہو گا کہ تیرا قد چھ فٹ کیوں ہے تیرا تین فٹ کیوں رہ گیا یہ تو نہیں پوچھے گا یہ بھی نہیں پوچھے گا کہ تو جوار کیوں کھاتا تھا اور تو امرود کیوں کھاتا تھا اسے یہ پتہ ہے کہ یہ میرا کام ہے اس کا نہیں یہ نہیں پوچھے گا لیکن اس جوار اس امرود کے حاصل کرنے کا ذریعہ ضرور پوچھے گا کہ یہ ہمارا کام ہے۔ یہ نہیں پوچھے گا کہ تو دوپہر کو کیوں پیدا ہوا رات کو کیوں پیدا نہیں ہوا یا تو غیر رمضان میں کیوں پیدا ہوا رمضان میں کیوں نہیں۔ یہ نہیں پوچھے گا یہ قیامت کے سوالوں میں نہیں ہے اس لیے کہ یہ میرا آپ کا کام نہیں ہے اس کا اپنا کام ہے جو کام وہ خود کرتا ہے اس کا بندہ جوابدہ نہیں۔ لیکن جو بندے کے ذمے لگایا اسے عقل دیا اسے شعور دیا اسے بینائی دی اسے شنوائی دی اس میں سے بھی رعایت دے دی کہ جو جس کام کو کرنے کی ہمت ہی نہیں رکھتا میں کبھی نہیں پوچھوں گا یہ میرا کام ہے کہ میں اسے طاقت دوں اسے صحت دوں۔

نماز میں کھڑا ہونا قیام فرض ہے اور فرض کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی اب جو کھڑا نہیں ہو سکتا اس کے لیے ضروری نہیں ہے اسی طرح **لا یکلف اللہ نفس الا وسعھا** جس کو ہمت اور قوت نہیں دی کام کے کرنے کی اس کام کے بارے بھی نہیں پوچھے گا لیکن اپنی کائنات میں کسی کو اپنا ہم سر بن کر زندگی گذارنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ہم سر بننے کا معنی یہ ہے کہ کائنات کی نعمتیں ہم اس کی استعمال کریں اور پسند ہماری ہو مرضی ہماری ہو یہ نہیں۔ ویسے ہو گا جیسے اس نے کرنے کی اجازت دی ہے اسی کا حساب ہو گا لہٰذا اس لکھے میں کوئی اشتباہ نہیں ہے سمجھنے میں غلطی لگتی ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید جن امور میں ہم مکلف ہیں ان کے بارے میں لکھ دیں جن کے ہم مکلف نہیں ہم ان کے بارے جو لکھا وہ فیصلہ ہے وہ حتمی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی نے دعا دی تھی کہ اللہ آپ کی عمر دراز کرے انہوں نے فرمایا جو کام ہو چکا اس کے بارے دعا نہ دو اس کے بارے دعا دو جس کا نتیجہ باقی ہے جن کاموں کا فیصلہ ہونا ہے ان کے بارے دعا دو اگر دعا دینا چاہتے ہو۔

لہٰذا حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کسی کی دعا سے کسی کو اولاد ملتی ہے کسی کی دعا سے کوئی مریض صحت مند ہوتا ہے کسی کی دعا سے تو یہ بات نہیں یعنی کسی کی دعا سے بھی اگر وہ بندے تین

پیدا کرنا چاہتا تو چار نہیں کرتا اس نے ازل سے طے کر دیا ہے کہ فلاں فلاں کے لیے دست دعا اٹھائے گا تو میں تین کے چار کر دوں گا اس پہ کم زیادہ نہیں کرتا اور اس کی بنائی ہوئی ہر چیز ہر ذرہ اپنی جگہ اتنا ہی اہم ہے جتنا کوئی بہت بڑا سیارہ یا ستارہ کہ کوئی چیز اس میں بے کار اور فضول نہیں ہے۔ اس کی شان کے خلاف ہے کہ کوئی ذرہ فضول بنائے۔ لہٰذا جو باتیں اللہ کی طرف سے ہیں ان کے ہم مکلف نہیں ہیں اور جن باتوں کے کرنے کا ہمیں اختیار ہے ان کا حساب ضرور ہو گا لیکن لکھا ہوا اس کے پاس ان کا بھی موجود ہے اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ ایسا ایسا کرے گا تو اب ان باتوں پر آیئے تو انہوں نے کہا کہ جی یہ عجیب قصے کہانیاں ہیں مدت ہوئی باپ دادے سے بھی لوگ کہتے رہے کہ پھر آنا ہو گا تو وہ تو آئے نہیں جو پہلے گئے صدیاں بیت گئیں تو ہم کب اٹھیں گے اس کا بڑا خوبصورت جواب دیا قرآن حکیم نے فرمایا تم جو گستاخی کر رہے ہو ناشکری کر رہے ہو گناہ پر اصرار کر رہے ہو تم اٹھنے نہ اٹھنے کی بحث کو چھوڑو تم تاریخ کے اوراق میں ان لوگوں کو تلاش کرو جنہوں نے یہ جرم کیا تھا جو تم کرنے جا رہے ہو اور پھر جو انجام ان کا تم اس زمین کے سینے پر لکھا ہوا ملا

ذرہ اس پہ نظر مار لو پھر بات کرنا تم آخرت کی تباہی سے بھاگنا چاہتے ہو حالانکہ گناہ کے بدلے دنیا میں تباہی سامنے موجود ہے ہر بدکار کا انجام دیکھ لو تو فرمایا تم اعتراض کرتے ہو کہ ہم اٹھیں گے کب اور کیسے کون ہمیں اٹھائے گا اور ہم مٹی ہو جائیں گے اور یہ ہو گا اور وہ ہو گا تم اس بات کو رہنے دو اب تو اٹھے ہوئے ہونا تو تم سے پہلے جو اس طرح زمین پر موجود تھے انہوں نے تکبر کیا انہوں نے ظلم کیا انہوں نے برائی کی ان کا جو انجام ہوا وہ دیکھ لو اس سے تو نہیں

بچ سکتے تو فرمایا اس سے بچنے کی کوشش تو کرو پھر آخرت کی بات کرنا تم تو ابھی ایک آدمی جس کو اس وقت سولی پہ لٹکایا جا رہا ہو وہ آنے والے سال کی بحث میں کیوں حصہ لیتا ہے۔ جس زندگی میں موجود ہو اس میں بدکاروں اور گمراہوں کا انجام دیکھ لو تم تو اب عذاب کے چنگلوں میں جکڑے ہوئے ہو۔ کتنا خوبصورت جواب دیا کفر پر اصرار کرنے والوں کو۔ انبیاء علیہم السلام کے مقابل اعتراض کرنے والوں کو کتنا خوبصورت جواب دیا کہ تم تو اب عذاب میں ہو کسی وقت تمہاری زندگی کا رشتہ منقطع ہوتا ہے ذلت سے ہو گا رسوائی سے ہو گا تباہی سے ہو گا اور پھر جو کسی نے کہا تھا نا۔

یا رب تو کریم و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

اللہ کریم فرماتے ہیں کہ اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس روش سے ان کو خود کو دوزخ میں گراتا دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں دکھی ہو جاتے ہیں کتنی عجیب بات ہے ہم آج منبر پہ بیٹھیں ہم آن تبلیغ پہ نکلیں ہم لوگوں کو اسلام کی

دعوت کم دیتے ہیں ٹونے ٹوٹکے مسلمانوں پر کفر کے فتوے زیادہ لگاتے ہیں کوئی بے چارا جاہل نادان نا سمجھ کوئی نیکی کرتا ہے تو کبھی نہیں کر سکتا کبھی اس کا دل چاہتا ہے کبھی نہیں چاہتا تو بجائے اس کے کہ ہم اسے پیار سے شفقت سے مزید آگے آنے کی ترغیب دیں اور اسے ساتھ لے کر چلیں کہ وہ مزید نیک ہو جائے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو وہی آئے جو فرشتہ ہو اور ہمیں بھی فرشتہ ہی مانے اور یہ دوسرے لوگ جو ہیں یہ تو ہیں ہی جہنم کا ایندھن۔ لیکن یہ نہ اللہ کا قاعدہ ہے نہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اللہ اپنے بندوں پہ اتنا کریم ہے کہ فرعون کے لیے

اپنے نبی علیہ السلام کو تلقین فرماتا ہے کہ اے موسیٰ علیہ السلام تو ذرہ مزاج کا سخت ہے فرعون کے ساتھ بات دھیمے لہجے میں کرنا۔

وقولا قولا لینا۔ دونوں بھائی بات نرمی سے کیجئے گا گستاخ ہے تو میرا ہے ناشکری کرتا ہے تو میری کرتا ہے اور بندہ بھی تو میرا ہی ہے یہ اس کی مرضی کہ وہ کس انجام کو جاتا ہے لیکن آپ بات محبت سے کیجئے گا۔ اور یہاں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو کیوں اپنی جان کو روگ لگاتا ہے تو کیوں اپنی جان کو تکلیف دیتا ہے تو ان کے لیے اتنا پریشان کیوں ہوتا ہے۔

ولا تحزن علیھم ان کا دکھ محسوس نہ کر تو ان کے لیے کیوں غم زدہ ہوتا ہے۔ ولا تکن فی ضیق مما یمکرون○ اور تیرے دل پر کیوں قیامتیں بنتی جا رہی ہیں برائی تو یہ خود کر رہے ہیں جب یہ اپنے لیے خود ایک راستہ اپنا رہے ہیں۔

اس کا مطلب ہے کہ ہر گناہ صرف گناہ نہیں ہوتا ہر گناہ ایذائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سبب بنتا ہے۔ جس طرح قرآن حکیم میں دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ایذا نہ دو جس طرح قوم موسیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا میں مبتلا کیا۔ نبی علیہ السلام بھی مانتے تھے نافرمانی بھی کرتے تھے موسیٰ علیہ اسلام کی قوم کا یہ حال تھا کہ نبی علیہ السلام بھی مانتے تھے اور قدم قدم پر نافرمانی بھی کرتے تھے تو کافر کی گناہ کی بات تو جانے دیجئے اس کا مطلب ہے کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر کافر کے گناہ کا دکھ محسوس ہوتا ہے اس کے ماننے والا جب اس کے حکم کے خلاف کرتا ہو تو اس کے قلب اطہر پر کیا بیت جاتی ہو گی تو پھر جو اللہ کی شفقت ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ہے۔

حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے کہ میں خود دعا کرتا ہوں اللہ میری امت کو ہدایت نصیب فرما اور ان کے گناہ معاف کر دے۔ تو فرمایا یہ تو کہتے ہیں نا ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صٰدقین○ کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ سچ ہی کہہ رہے ہیں تو لائیے نکالیے قیامت کہاں ہے کتنے جاہل ہیں کہ کسی کے ایک دانت کو درد شروع ہو جائے تو اسے قیامت دکھائی دینے لگتی ہے کسی کے وجود کے ایک حصے کو کوئی بیماری بیٹھ جائے۔ اور ایسا قادر ہے کہ دنیا کے انسانوں کو اس نے بڑے بڑے عقل بڑے دماغ بڑے ذہن اور بڑے علوم عطا فرمائے انسان نے ہر بیماری کا علاج دریافت کیا لیکن جب انسان گناہ کرتے ہیں کفر کرتے ہیں برائی کرتے ہیں ایک پھر ایسی بیماری پیدا کر دیتا ہے کہ بڑے بڑے دانشوروں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔

اب مغرب کا حال یہ تھا کہ مغرب کے لوگ فارغ ہو چکے تھے کہ دنیا میں بیماری نام کی کوئی چیز نہیں ہے کسی زمانے میں تپ دق بہت بڑا مرض ہوا کرتا تھا لا علاج پھر دل کا والو تک تبدیل ہو گیا دل کی رگوں تک تبدیل کی جانے لگیں اپریشن ہونے لگے ایک عام بات بن گئی اب اس سے زیادہ آگے کیا ہو گا اللہ نے ایڈز کی ایسی بیماری بھیج دی کہ لاکھوں لوگ ایک قید خانے میں بند موت کا انتظار کر رہے ہیں اور عجیب بیماری ہے کہ کوئی بخار نہیں کوئی تاپ نہیں صحت مند آدمی ہے کھاتا پیتا ہے لیکن اگر اسے زکام بھی لگ جاتا ہے تو مر جائے گا یعنی ایڈز صرف ایسی بیماری ہے کہ اس کے وجود سے قوت مدافعت سو فیصد ختم کر دیتی ہے اور اگر کسی کو زکام بھی ہو جائے ایڈز والے آدمی کو تو وہ ایک گھنٹہ زندہ نہیں رہ سکتا

زکام کے اس درد کو ایک گھنٹہ بھی برداشت نہیں کر سکتا مرجاتا ہے سر میں درد ہو جائے گا مرجائے گا دانت میں درد ہو جائے گا مرجائے گا کوئی ذرہ سی تکلیف آئی تو اس کا جسم اسے ریزسٹ نہیں کرے گا بڑھتی بڑھتی اس کی موت تک چلی جائے گی اندازہ کرو اس معاشرے کا جس میں لاکھوں افراد ایسے موجود ہیں جن کا باپ ان سے ہاتھ ملاتے ڈرتا ہے بیٹا انہیں کھانا کھلاتے ڈرتا ہے بھائی بات کرتے ہوئے ڈرتا ہے بیوی بات کرتے ہوئے ڈرتی ہے اور اب وہ معاشرہ اس حال کو پہنچ چکا ہے کہ میں نیو یارک میں تھا پچھلے سے پچھلے سال تو میرے پاس ایک مسلمان مرد آیا امریکہ ہی کا رہنے والا اور مسلمان خاتون تھی اس کے ساتھ اور وہ شادی کرنا چاہتے تھے وہ کہتا تھا میں ٹھیک ہوں میں صحت مند ہوں وہ کہتی تھی میں تم سے شادی ضرور کروں گی لیکن مجھے ایڈز کا میڈیکل سرٹیفکیٹ چاہیے تم پہلے اپنا میڈیکل کرا کے اپنا سرٹیفکیٹ دو کہ تمہیں ایڈز نہیں ہے۔ وہ میرے پاس اسے پکڑ کر لے آیا کہ دیکھو یہ میری توہین کرتی ہے میں نے کہا بھائی توہین نہیں کرتی اگر تمہیں اس سے شادی کرنا ہے تو یہ ٹھیک کہتی ہے تم نے خواہ مخواہ بدمزگی پیدا کی جب تم ٹھیک ہو تو کیوں نہیں جاتے تم جا کر سرٹیفکیٹ لے آؤ اس نے شادی چھوڑ دی اور ڈرتے ہوئے ڈاکٹر کے پاس نہیں گیا تو اتنے خوف زدہ ہیں وہ کہتا ہے میں ٹھیک ہوں لیکن ڈرتے ہوئے کلینک تک نہیں جاتا کہ کہیں نکل ہی نہ آئے کہ ایڈز ہے تو میں نہ مرتا ہوا بھی مرجاؤں گا اگر ہے بھی تو دو چار دن ہیں وہ تو آرام سے گزار رہا ہوں یعنی اس نے شادی نہیں کی لیکن وہ سرٹیفکیٹ لینے نہیں گیا۔ تو آپ ذرہ سوچیں جس معاشرے کا یہ حال ہے وہ لوگ کس عذاب میں زندگی گذارتے ہیں کس کرب میں جیتے ہوں گے اور کتنے خوف نے انہیں جکڑ رکھا ہے کہ کسی کے پاس کوئی سند نہیں کہ کب اسے ایڈز دبوچ لے۔ یہ ایسا موذی مرض ہے اترے ہوئے کپڑے پہننے سے لگ جاتا ہے اس کے ساتھ کھانا کھانے سے لگ جاتا ہے اس کی منہ کی تھوک لگنے سے لگ جاتا ہے وائرس ہوتا ہے وہ کسی چیز میں بھی سفر کر لیتا ہے۔ ایک نے ایک جگہ پیشاب کیا دوسرے نے وہاں باتھ روم میں کر دیا اسے ایڈز شروع ہو گئی۔

تو اللہ کریم یہی جواب یہاں دے رہے ہیں فرمایا انہیں کہہ دو کہ ہو سکتا ہے قیامت کا کوئی عذاب تمہارے پڑوس میں ہی بستا ہو۔ **عسی ان یکون ردف لکم** ۔ ردیف کہتے ہیں جیسے دوسری سواری ہم بٹھا لیتے ہیں جیسے موٹر سائیکل پہ دو تین بیٹھے ہوتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کے ردیف ہوتے ہیں تو اس طرح سے تمہارے ساتھ قیامت کا کوئی عذاب قیامت کی کوئی سختی اللہ کی گرفت کا کوئی سخت پہلو کہیں تمہارے پڑوس میں تمہارے ساتھ ہی نہ ہو بیٹھا ہو تم تو اتنی جلدی کرتے ہو قیامت آئے کیا خبر ہے کہ قیامت آئے گی ہی تو کوئی پکڑا جائے گا قیامت سے پہلے اس کی قیامت تو آ جائے گی جو اللہ کی گرفت میں آ جائے گا۔ اور فرمایا دیکھو اس کے کرم کا اندازہ کرو۔

وان ربک لذو فضل علی الناس ۔ اے حبیبؐ تیرا رب لوگوں پہ کتنا مہربان ہے کہ بندہ عاجز ہو کر اتنی اتنی گستاخیاں کرتا ہے وہ در گزر کرتا رہتا ہے **ولکن اکثرھم لا یشکرون**○ لیکن بندوں کی اکثریت ہی ناشکری کرتی ہے فرمایا ایک بات یاد رکھو۔

وان ربک لیعلم ما تکن صدورھم وما یعلنون○ اللہ کو پتہ ہے کیا کچھ دلوں نے چھپایا ہوا

ہے کیا کچھ سوچتا ہے کیا کرنا چاہتا ہے اور کیا ظاہر کرتا ہے اگرچہ ظاہر پارسائی کی چادر اور لبادہ اوڑھے ہوئے اندر سے شہرت دولت دینا چاہتا ہے اور اقتدار کمانا چاہتا ہے تو وہ بندوں کو دھوکا دے سکتا ہے اللہ کو نہیں۔ وہ جانتا ہے اندر کیا ہے اور باہر کیا ہے اور وہ ایسا قادر ہے کہ اس کے علوم بہت بلند ہیں اس نے جو ایک دفتر ایک سیکریٹریٹ ایک حساب کتاب کا بنا دیا ہے کھاتہ کھول دیا ہے اس دفتر میں ہر وہ چیز موجود ہے جو پوشیدہ سے پوشیدہ تر راز آسمانوں میں ہے یا زمین میں۔ انسانی علوم تو ابھی خود زمین پر جس پر بستے ہیں جو کھاتے پیتے ہیں ان کے متعلق بھی کوئی حتمی رائے پیدا نہیں کر سکے کہ کسی آخری نتیجے تک پہنچیں ہمیشہ ایک نئی تحقیق سامنے آ جاتی ہے پھر اس کے بعد ایک نئی آ جاتی ہے پھر اس کے بعد نئی آ جاتی ہے لیکن فرمایا اس نے جو ارض و سما کے نظام کو قائم کرنے کا ایک دفتر بنا دیا اس دفتر کا جو ریکارڈ ہے اس میں آسمانوں اور زمینوں کی ہر پوشیدہ بات وہاں پر موجود ہے لکھی ہوئی ہے اس کی اپنی ذات تو بہت بلند ہے اس کے اپنے علوم تو بہت وسیع ہیں اس لیے یہ نہ سمجھو کہ اس کی ذات سے یا اس کے علم سے یا اس کی بارگاہ سے کوئی شے پوشیدہ ہے جو ہو رہا ہے جو ہونے والا ہے جو ہو چکا ہے وہ سب جانتا ہے اور یہی اسلام کا نظریہ ہے اور یہی کچھ اسلام ہر بندے سے چاہتا ہے کہ اللہ کی اس صفت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنا معاملہ ذات باری کے ساتھ ہر بندہ درست کر لے وہ کیا کرتا ہے کیا سوچتا ہے کس طرح کرنا چاہتا ہے یہ معاملہ اپنے رب العزت کے ساتھ رکھے لوگوں سے منوانے کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی ضرور مانے یا کوئی اس کا انکار کرے کوئی اچھا کہتا ہے اس کی اپنی صوابدید کوئی نہیں کہتا یہ اس کا اپنا زاویہ نگاہ ہے لیکن معاملہ بندے اور اس کے مالک کے درمیان کھرا کھرا ہونا چاہیے اللہ کریم ہمیں صحیح سمجھ کے ساتھ توفیق عمل عطا فرمائے۔

(واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین)

(بیان دارالعرفان : ۲۸ مارچ ۱۹۹۲ء دوران اعتکاف)

بقیہ : اجتہاد یا بدعت

تھوڑا سا کسی کو سکوں کا دم لینے دو اور کوئی قید نہیں کوئی صحیح پڑھتا ہے غلط پڑھتا ہے اس طرح کی بے شمار رسومات یہ کھانے پینے کے بہت سے اسباب مرنے اور شادی کے بے شمار رسومات اور یہ بے شمار کالے سفید کپڑے اور بے شمار عجیب و غریب چیزیں جو ہیں یہ ساری کیا ہیں یہ اللہ سے دور کرنے بندے کی امیدوں کو خرافات سے وابستہ کرنے والی ہیں اور ہر وہ قدم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف ہو گا وہ گمراہی ہو گا وہ ظلمت ہو گا وہ تاریکی ہو گا اور سارے کا سارا نور اتباع رسالت میں ملے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی منصب جلیلہ ہے۔ **لتخرج الناس من الظلمت الی النور** کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نکالیں اندھیرے سے روشنی کی طرف۔ اللہ کریم دین کی سمجھ اور اس پر عمل کی توفیق ارزاں فرمائے۔

(وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین)

(بیان دارالعرفان رمضان المبارک ۳۰ مارچ۔ ۱۹۹۲)

★★★

اجتماع

لنگر مخدوم

۸ اکتوبر بروز جمعرات شروع ہوگا

اور جمعہ کے روز جاری رہے گا

ٹرانسپورٹ کے لیے سرگودھا اڈہ پر سرگودھا جماعت کی طرف سے
انتظام ہو گا۔ جس کی آخری بس [illegible] بجے شام روانہ ہو گی۔ آخری بس
کے لیے انتظار نہ کیجئے۔ ایسا نہ ہو آپ کو اس میں جگہ نہ مل سکے

کرنل مطلوب حسین

ناظم اعلیٰ

دارالعرفان آنیوالے

احباب کیلئے چند اصولی باتیں

مولانا محمد اکرم اعوان

الحمد اللہ ۔ اللہ کریم کا احسان ہے کہ حلقہ ذکر چند سالوں میں روئے زمین پر پھیل چکا ہے اور جاپان سے امریکہ تک اور چین سے افریقہ تک حلقہ ہائے ذکر وجود میں آ چکے ہیں اور روز بروز ترقی پذیر ہیں۔ اس دور ظلمات میں بھٹکی ہوئی انسانیت کے لیے یہ حلقہ ذکر مینارہ نور ہے اور تاریخ تصوف میں یہ خصوصیت سلسلہ عالیہ کو نصیب ہوئی کہ بیک وقت روئے زمین کی انسانیت کو برکاتِ نبوی پہنچانے کا سبب بنایا گیا ہے یہ محض رب جلیل کا احسان ہے۔

دوسری بہت بڑی خصوصیت سلسلہ عالیہ کو عطا ہوئی کہ ذکر اذکار میں لوگوں کو مصروف کر کے امور دنیا اور گھریلو ذمہ داریوں سے الگ نہیں کیا گیا بلکہ امور دنیا اور خانگی ذمہ داریوں نیز ذاتی سے لے کر قومی امور تک دیانت و امانت درست اور کارکردگی ہی تصوف اذکار کی برکات اور ترقی مقامات کا معیار گروانا جاتا ہے لوگ مزدوری کرتے ہیں ملازمت کرتے ہیں کاروبار کرتے ہیں اور معاملات دنیا پوری سرگرمی سے چلاتے ہیں اور ساتھ انہیں فناء فی الرسول اور فنا فی اللہ و بقا باللہ ہی نہیں منازل بالا بھی حاصل ہیں اور خواتین بچے پالتی اور گھریلو کام بھی کرتی ہیں اور ساتھ انہیں فنا فی الرسول بھی نصیب ہے یہ سب کوئی آسان کام نہیں بلکہ رب جلیل کا خاص احسان ہے جو کبھی تاریخ کا حصہ بنے گا انشاء اللہ

تیسری خصوصیت اس سلسلہ عالیہ کی یہ ہے اب اپنے ظہور کے بعد کبھی ناپید نہ ہو گا انشاء اللہ العزیز اور حضرت شیخ سلسلہ رحمت اللہ علیہ کی پیش گوئی کے مطابق ظہور مہدی کے وقت ان سے تعاون کرنے والوں میں سلسلہ عالیہ کے لوگ بھی ہوں گے۔

مندرجہ بالا امور میں سوائے تیسری بات کے جو ایک پیش گوئی کی حیثیت رکھتی ہے باقی دونوں باتیں اظہر من الشمس ہیں اور یہ بات بھی واضح ہے کہ جب بھی کوئی جماعت بڑھتی ہے تو اس کی بنیاد کتنے بھی خلوص سے رکھی جائے اس میں دنیادار ضرور شامل ہونے لگتے ہیں حتی کہ مدینہ منورہ میں جب مسلمان ایک

طاقت بن کر ابھرے تو چند منافقین بھی دنیا حاصل کرنے کو ساتھ ہو گئے جن کا وجود مکی زندگی میں نہ تھا۔ لہٰذا اب جماعت اور سلسلہ محض مخلصین پر مشتمل نہیں رہا بلکہ چند لوگ اب دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لیے بھی شامل ہو گئے ہیں اور ہوتے رہیں گے مخلصین کے ساتھ منافقین کا گروہ بھی بڑھتا رہے گا اللہ کریم ایسے لوگوں کو بھی ہدایت دے اور سلسلہ عالیہ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے آمین سب سے زیادہ نقصان ایسے لوگ سادہ لوح مخلصین کو پہنچاتے ہیں اور انہیں ادارہ کے کارکنوں کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اصل بات یہ ہوتی ہے کہ کارکن ان کی من مانیوں کی راہ میں روکاوٹ بنتے ہیں اور حد یہ ہے کہ نہ صرف کارکنوں کے خلاف پراپیگنڈہ کرتے ہیں بلکہ ان کی زہریلی باتوں کا اصل ہدف تو بندہ کی ذات ہوتی ہے جس پر براہ راست حملہ کرنے کی جرات نہ رکھتے ہوئے مختلف حوالوں سے بات کرتے ہیں اس فن میں جو شخص شیخ ہی سے بدظن ہو گیا وہ کچھ حاصل نہیں کر سکتا یہی منافقین کا مقصد بھی ہوتا ہے ان سب امور کے پیش نظر یہاں کا ضابطہ اور طریقہ سب احباب تک پہنچانا مقصود ہے تاکہ دنیاداروں اور منافقین کے شر سے مخلصین کو بچانے کا باعث بن سکے اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

۱۔ سب سے پہلے بات جو ذہن نشین کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ طالب مہمان نہیں ہوتا بلکہ اپنے کام سے آتا ہے لہٰذا احباب یہ خیال دل سے نکال دیں کہ وہ کسی کے مہمان ہیں اور ان کی بہت زیادہ آؤ بھگت ہونی چاہیے ہرگز نہیں بلکہ وہ سیکھنے کے لیے آتے ہیں تو ان کی تعلیم کا یہاں پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے لنگر خانہ اللہ کا ہے اور احباب ہی اس کی خدمت کرتے ہیں یہ پوری کوشش کی جاتی ہے کہ بروقت اور مناسب کھانا دیا جائے اگر اس میں مزید کوئی بہتری کی تجویز کسی ساتھی کے ذہن میں ہو تو بلا تکلف بتا سکتا ہے لکھ کر دے سکتا ہے مگر یہ مہمانداری نہیں ہے اور اس میں تکلفات نہ ہوں گے۔

۲۔ لنگر میں پرہیز کی ضرورت نہیں جو پکا ہو سب کھائیں انشاء اللہ کبھی تکلیف نہ ہو گی مگر نہ کسی کے لیے کچھ خصوصاً" پکے گا اور نہ کسی کو گھر سے کھانا لانے کی یا مقامی اساتذہ کے گھروں سے فرمائش کرنے کی اجازت ہے یہاں آپ لوگ مجاہدہ کرنے آتے ہیں پکنک منانے نہیں آتے۔ ادارہ کی دوکان پر سے اشیاء خریدنے کی اجازت ہے باہر کے ہوٹلوں پر جا کر چائے پینے کی اجازت نہیں اگر کوئی یہ سب برداشت نہیں کر سکتا تو وہ بے شک یہاں نہ آئے اپنی جگہ رہ کر ذکر کر لیا کرے یہی ہدایت خواتین کے لیے بھی ہے۔

۳۔ جو احباب اجتماعات میں شرکت کے لیے آتے ہیں یا الگ سے ذکر کے لیے آتے ہیں انہیں یہاں معتکف کی طرح رہنا چاہیے ذکر کریں تلاوت کریں تسبیحات پڑھیں اور بلا ضرورت مسجد سے باہر نہ جائیں اگر کسی نے یہاں کے لوگوں سے یا مقامی احباب سے دوستی کرنی ہے تو اسے ذکر کے پروگرام سے الگ رکھے اپنے دوست کے پاس ضرور آئے اسی کے پاس ٹھہرے اور مہمانی بھی کھائے سیر بھی کرے ہاں وہاں سے صبح شام کے ذکر میں آ سکتا ہے اجازت ہے مگر ذکر کے لیے آ کر ادارہ میں رہ کر باہر کہیں ملنے ملانے نہیں جا سکتا یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے۔

۴۔ بعض لوگوں کو اپنی انا کی تسکین کے لیے یہ پلیٹ فارم مل جاتا ہے اور لوگوں کو کبھی دم کرتے ہیں اور کبھی تعویذ دیتے ہیں اسکی یہاں اجازت نہیں ہے اگر کوئی اتنا ہی کامل ہے تو اپنا الگ پیر خانہ بنا لے اور وہاں لوگوں کو بلا کر ان سے سلام نیاز اور نذرانے وصول کرے یہ ادارہ لوگوں کو اللہ سے ملانے کے لیے ہے اور انہیں یہ سکھاتا ہے کہ جو مانگنا ہے اپنے رب سے مانگو کسی انسان کا محتاج بنانے کے لیے نہیں۔

اس ضمن میں حافظ عبدالرزاق صاحب کی مثال نہ لی جائے وہ بزرگ ساتھی ہیں اور حضرتؒ کے تربیت یافتہ ہیں اگر وہ نقش دیتے ہیں تو ممکن ہے انہوں نے اعلیٰ حضرتؒ سے اجازت لی ہو گی اور ہاں میرے پاس یہ شکایت بھی نہ لائیں کہ فلاں صاحب سے تعویذ لئے فائدہ نہیں ہوا یہ بھی اسی سے کہیں جس سے تعویذ لئے تھے مگر حافظ صاحب کے علاوہ کوئی صاحب یہاں تعویذوں کی دوکان نہ کھولیں اور نہ کسی پر اپنے دم کا رعب ڈالیں بلکہ اپنا کام کریں جس کی خاطر آپ آئے ہیں خصوصاً" خواتین کو دم کرنے کا بہت شوق ہے ان سے التماس ہے کہ یہاں آکر اپنا دم نہ آزمائیں مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ ایک خاتون کو جنات کی تکلیف تھی اور بہت زیادہ بھی تھی بہت عرصے سے بھی تھی تنگ آکر انہوں نے سب حقیقت بندہ کو لکھی ان کا علاج نہایت دردمندی سے کیا گیا جب افاقہ ہوا تو خط میں لکھا مجھے خواب میں ڈر آتا تھا جو اب بھی کبھی کبھار آتا ہے حالانکہ ان کا پہلا خط بھی فائل میں لگا ہوا موجود ہے یہ پہلا اظہار تشکر تھا مگر ہم تو اللہ کے لیے ان کی مدد کر رہے تھے کرتے رہے اجتماع میں تشریف لائیں تو یہاں آکر دوسری عورتوں کو دم کر کے اپنی بزرگی کے جھنڈے گاڑنے لگیں جب یہاں کے کام کرنے والے دوستوں نے پوچھا کہ آپ تو خیر سے گریجوایٹ ہیں اور باہر بورڈ پر ہدایات لکھی ہیں کہ یہاں آکر کوئی دم وغیرہ نہ کرے تو پھر اب آپ سے کیا کہا جائے تو فرمانے لگیں ہاں پڑھا تو تھا مگر غلطی ہو گئی اب انہیں یہ شکایت ہے کہ ادارہ کے کارکن بدتمیز ہیں یعنی ان کے خیال میں وہ خود بڑی باتمیز ہیں ایسے بزرگوں سے گذارش ہے کہ اگر بحیثیت طالب آنا چاہیں تو بصد شوق ورنہ یہاں آنے کا تکلف نہ کریں۔

۵۔ جو ہدایات دی جاتی ہیں سب ساتھیوں کا حق ہے کہ جسے بھی خلاف ورزی کرتا ہوا پائیں ٹوک دیا کریں سوائے ایک دو یا چند کارکنوں کے کوئی بڑا ساتھی اور صاحب مجاز تک پرواہ نہیں کرتے کہ لوگ ناراض نہ ہوں تو کارکن بدتمیز کہلاتے ہیں اگر سب ساتھی احساس کریں تو یہ بہتان چند لوگوں پر نہ لگے خصوصاً" شعبہ خواتین میں اور یہ بھی خاص خیال رہے کہ اول تو صرف وہ خواتین آئیں جو آگے کام بھی کرتی ہیں اور یہاں کے قوانین کے مطابق یہاں رہ بھی سکتی ہیں نیز جو بغیر بچوں کے آسکتی ہیں یہاں بچوں کی آؤٹنگ کے لیے ساتھ لانے کی اجازت نہیں کہ چیزیں خراب کرتے ہیں پھول توڑتے ہیں شور مچاتے ہیں اور اوقات ذکر ذاکرین کو پریشان کرتے ہیں ایسی خواتین اجتماع کے علاوہ آئیں اور تھوڑی دیر کے لیے آئیں اور ذکر کر کے واپس چلی جائیں۔ مردوں میں بھی وہ بچہ ساتھ لائیں جو سارے قوانین کی پابندی کر سکے اور رات دن کے سب معمولات میں باقاعدہ شریک ہو ورنہ بچہ ساتھ نہ لائیں اس کی سختی سے تاکید ہے۔

۶۔ مسائل کی تعلیم کے لیے احباب بھی مقرر ہوتے ہیں اور اوقات بھی لہٰذا ہر کسی کو نئے نئے مسائل بیان کرنے کی اجازت نہیں اگر کسی کو شوق ہو تو مقامی انتظامیہ سے اجازت حاصل کرے اور درست مسائل بیان کرے خصوصاً" خواتین کو علامہ بننے کا بہت شوق ہوتا ہے مثلاً" ایک خاتون نے اس بار مسئلہ بتایا کہ لکڑی یا درخت کی جڑ سے مسواک کی جائے اور کم از کم آٹھ بار وہ مسواک بھی منہ سے نکال کر دھوئی جائے اور منہ بھی کلی کرکے صاف کیا جائے بھلا بتایئے غسل جتنا پانی تو مسواک پہ لگ گیا اور وقت کتنا لگا حالانکہ فقہی اعتبار سے کلی کرتے وقت دانتوں پر انگلی پھیرنا بھی مسنون مسواک کا حکم رکھتا ہے مسواک کرنا تو مستحسن ہے مگر اس طرح نہیں لہٰذا اس قسم کی علمیت یہاں نہ بگھاری جائے۔

۷۔ ذکر، کھانے اور سونے کے اوقات مقرر ہوتے ہیں کسی کو خلاف ورزی کی اجازت نہیں نہ کسی کے لیے خاص کھانا ہو گا نہ یہاں رہ کر نوکر خدمت کریں گے جو عام مسلمانوں اور انسانوں کی طرح رہ سکے بہتر جسے بادشاہوں کی طرح رہنا ہو اور عام ساتھیوں سے الگ کھانا ہو اور مرضی سے سونا جاگنا ہو وہ یہاں تشریف نہ لائے یہاں سب طالب ہیں اور طلباء کی طرح رہیں گے کوئی بڑا ہے یا چھوٹا امیر ہے یا فقیر گیٹ سے باہر اپنا عہدہ چھوڑ آئے اور واپسی پر اسے ساتھ لیتا جائے یہاں سب برابر ہیں کسی ایک کے لیے کوئی خاص سروس نہ ہو گی نہ کوئی امتیازی سلوک ہو گا۔

۸۔ جن لوگوں کو اور خصوصاً خواتین کو میری ذات پر اعتراض ہے وہ یہاں آنے کی تکلیف ہی کیوں کرتے ہیں اپنے پسند کے شیخ کو تلاش کریں اور وہاں جائیں یہاں کے قوانین تو سب کو اپنانے ہوں گے اگر میں کسی سے امتیازی سلوک کرتا ہوں تو وہ صرف ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو اس کی ضرورت ہوتی ہے اور عموماً" مریض ہوتے ہیں جن کو اعتراض ہے اگر وہ بھی بیمار ہو گئے تو ان پر ایسی ہی توجہ کی جائے گی لہٰذا فکر نہ کریں بلکہ دعا کریں اور انہیں صحت مند ہی رکھے۔

۹۔ یہاں پانی کی قلت ہوتی ہے بلا ضرورت اور بار بار وضو کرنے کی اجازت نہیں نیز وضو میں پانی ضائع کرنے کی اجازت نہیں اور کسی مرد یا خاتون کو کپڑے دھونے کی اجازت نہیں جتنے دن ٹھہرنا ہے اتنے دنوں کے کپڑے ہمراہ لائیں اور اکٹھے کر کے گھر جا کر دھوئیں یا پھر یہاں دھوبی سے دھلوا لیں یہاں دھونے کی اجازت نہیں اور یہاں سب طالب ہیں کوئی V.I.P نہ ہے نہ بننے کی امید رکھے میں ایک بار پھر ضرور کہوں گا کہ جو عام آدمی اور یہاں کے ضابطہ کے مطابق رہ سکے صرف وہ آئے دوسرے تشریف ہی نہ لائیں اگر کارکنوں سے شکایت ہے تو مجھے کہیں اگر کسی اصول سے اختلاف ہے تو بھی اپنی رائے ضرور دیں مگر جب تک تبدیلی نہ ہو انہی اصول پر عمل کرنا پڑے گا۔

۱۰۔ اور بہت ضروری۔

صاحب مجاز احباب کو یا کسی بڑے ساتھی کو نذرانے لینے کی اجازت ہے نہ کسی ساتھی کو نذرانے دینے کی اجازت ہے ہر آدمی اپنے حصے کا رزق حلال طریقے سے کمائے اور رب العالمین سے لے دوسروں

کی جیب پر نظر نہ رکھے اور سلسلہ کی عظمتوں کو چند ٹکوں پر فروخت نہ کرے یہ صرف غلطی نہیں بہت بڑا ظلم ہے حضرت عمرؓ نے اپنے گورنر سے کہا تھا کہ جب تم گورنر نہ تھے تو یہ لوگ تمہیں تحفے دیتے تھے؟ عرض کیا نہیں تو فرمایا پھر یہ رشوت ہے اسے بیت المال میں جمع کرا دو۔

جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو بحیثیت شیخ اگر کوئی تحفہ لاتا ہے تو مجھے نہ خبر ہوتی ہے نہ جاننے کی کوشش کرتا اور لانے نہ لانے والے سب کو ایک سی توجہ دیتا ہوں لہٰذا تحفوں کے عوض کسی خاص توجہ کی امید نہ رکھیں اور بہتر ہے کہ آپ اپنی رقم دارالعرفان میں دیں مجھے جو ضرورت ہو وہاں سے لے لیتا ہوں اور وہ سب کے سامنے ہوتی ہے باقاعدہ سالانہ آڈٹ میں آتی ہے لہٰذا جس نے یہ کام کرنا ہے محض اللہ کے لیے کرے اور طالبوں سے بھی درخواست ہے کہ کم از کم اللہ کا نام سیکھنے کے لیے تو رشوت نہ دیں جبکہ ہمارا عزم معاشرے کو اس لعنت سے پاک کرنے کا ہے تو یہ نادان خود ہمارے یہاں اس غلاظت کو کیوں پھیلانا چاہتے ہیں اللہ کریم سب کو ہدایت دے تلک عشرۃ کاملۃ یہ باتیں ذہن نشین کر لی جائیں اور ان کا پورا پورا خیال رکھا جائے سلسلہ عالیہ کا مقصد بہتے ہوئے دھارے میں بہنا نہیں بلکہ معاشرے کی اصلاح کر کے اسے اسلامی اصولوں سے نہ صرف ہم آہنگ کرنا ہے بلکہ معاشرے کو اسلام کے نظام کے تابع کرنا ہے یہ کام کب ہو گا یہ اللہ کی مرضی مگر ہماری جان ہمارا مال اور ہماری ساری محنت اسی میں صرف ہوئی انشاء اللہ۔ اللہ چاہے تو ابھی کر دے وہ چاہے تو پتہ نہیں کب ایسا کرے مگر ہم اپنی پوری محنت کرنے کے مکلف ہیں مجھے خبر ہے کہ نہ صرف کچھ ساتھیوں کو اعتراض ہے نہ صرف چند خواتین خفا ہیں بلکہ میرے اپنے بہت سے عزیز ان باتوں سے نالاں ہیں اور مجھ سے بہت زیادہ خفا ہیں مجھے بھی اس بات کا دکھ ہوتا ہے میں بھی انسان ہوں مجھے بھی رشتوں کی ضرورت ہے مگر اللہ کی راہ میں اگر یہ سب قربان ہی کرنا پڑتا ہے تو پھر ماشاء اللہ کسی عزیز کسی دوست اور کسی ساتھی کی بات سلسلہ کے نظام اس کے ڈسپلن اور اس کی ترویج میں آڑے نہیں آ سکتی انشاء اللہ جان بھی اسی راہ میں اور اسی کوشش میں صرف ہو گی اچھا ہے مال اور رشتے اس سے پہلے صرف ہو جائیں اور میدان حشر میں بے کسی اور مسکنت لے کر اٹھوں کہ رحمت باری میری بخشش کا سبب بن جائے احباب سے بڑے درد اور پوری شدت سے کہوں گا کہ بجائے اپنی اپنی بات منوانے کے سلسلہ کے ڈسپلن کو پورے خلوص سے اپنائیں ورنہ ڈسپلن کسی پر قربان نہ کیا جائے گا بلکہ بہت سی دوستیاں اور رشتے اس پر قربان ہوتے چلے جائیں گے۔

میرے خیال میں فی الحال یہ کافی ہے اللہ کرے یہ کافی ہو اور مجھے دوبارہ ایسا نہ کہنا پڑے اللہ کریم ہم سب کی خطائیں معاف فرمائے اور ہمیں دین حق کی ترویج وغلبہ کا سبب بنائے آمین۔

فقیر محمد اکرم

★★★

داخلہ

جماعت ہشتم

صقارہ اکادمی دار العرفان منارہ۔ ضلع چکوال

- تعلیم کے میدان میں ایک منفرد انداز۔
- دین و دنیا کے تقاضوں کا حسین امتزاج۔
- علمی قابلیت کے ساتھ قیادت کی اعلیٰ صلاحیت۔
- ذہنی اور جسمانی نشوونما کا اعلیٰ معیار۔
- تقریر و تحریر میں اظہار کی عملی تربیت۔
- کمپیوٹر ٹریننگ کا اہتمام۔
- اقبال کے شاہینوں کا مسکن۔

معیار:

عمر:- 11 سے 13 سال۔

تعلیم:- ساتویں پاس یا ساتویں کا طالب علم

(آٹھویں پاس طلبا بھی درخواست دے سکتے ہیں)

ٹیسٹ: مندرجہ ذیل مضامین میں۔

اردو۔ انگلش۔ ریاضی۔

جنرل (سائنس۔ اسلامیات۔ معاشرتی علوم)

پراسپیکٹس

حاصل کرنے کا پتہ:-

— صقارہ اکیڈمی دار العرفان۔ منارہ ضلع چکوال فون:- 18

— صقارہ کالج۔ کالج روڈ ٹاؤن شپ۔ لاہور۔ فون:- 842998,844909

درخواست بھجوانے کی آخری تاریخ 31 دسمبر سال رواں

مجاہدہ اور اُس کے نتائج

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

انبیاء علیھم الصلوۃ و السلام ہمیشہ اور ہر نبی دو چیزیں لاتا ہے ایک تو نبی تعلیمات لاتا ہے اللہ جل شانہ کی طرف سے اور دوسری ہوتی ہیں کیفیات و برکات ہرنبی میں یہ طاقت ہوتی ہے اور ہر نبی علیہ السلام میں یہ کمال ہوتا ہے کہ جو بھی اس کے ساتھ ایمان لائے اس کا دل بدل جائے۔ اس کے دل کا تزکیہ ہو جائے اور اس کے دل میں اللہ جل شانہ کی خشیت جو محبت کا حاصل ہوتی ہے پیدا ہو جائے حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے بھی کہا تھا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ

اھدیک الی ربک فتخشی۔ کہ میں اللہ کی طرف اس طرح تیری رہنمائی کر دوں کہ تیرے دل میں اللہ کی خشیت پیدا ہو جائے۔ یعنی اگر فرعون بھی ایمان لے آتا تو موسیٰ علیہ السلام کی توجہ اور برکت سے اس کا دل بھی اتنا صاف اتنا روشن ہو جاتا کہ اس میں نہ صرف اللہ کی محبت اور طلب پیدا ہوتی بلکہ اللہ کی خشیت پیدا ہو جاتی اور خشیت نری محبت سے پیدا نہیں ہوتی خشیت اس محبت سے پیدا ہوتی ہے جس میں محبوب کے ساتھ تعلق پیدا ہوتا ہے۔ خشیت اس اندیشے کو کہتے ہیں جو تعلق کے ٹوٹنے سے پیدا ہو وہ ڈر جس میں یہ خطرہ ہو کہ میرا یہ رشتہ ٹوٹ نہ جائے اسے خشیت کہتے ہیں تو گویا اس درجے کی محبت دل کو دے دینا اللہ سے کہ اس دل میں یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسا کام نہ ہو جائے کوئی ایسی غلطی نہ کر بیٹھوں جس سے یہ محبت ٹوٹ جائے میرا یہ رشتہ ٹوٹ جائے اللہ کریم خفا نہ ہو جائیں اور یہ فرائض نبوت میں سے ہوتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ نبی علیہ السلام خود انسان ہوتے ہیں اس لیے نبی نہ کسی انسان کو خود فرشتہ بناتے ہیں اور نہ فرشتہ بنانے کے لیے آتے ہیں اور نہ انسان فرشتہ بنا کرتا ہے انسان انسان ہی رہتا ہے نبی کا تعلق رب جلیل سے اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ اگر اسے غلطی لگنے لگے تو غلطی پر عمل کرنے سے پہلے اسے بتا دیا جاتا ہے کہ آپ ایسا نہیں کریں گے ایسا کریں گے اس لیے کہ نبی معصوم عن الخطا ہوتا ہے غلطی نہیں کرتا۔ لیکن غیر نبی کا رشتہ اتنا مضبوط نہیں ہوتا اس سے غلطی ہو جاتی ہے اور اسی غلطی کے لیے رب کریم نے ندامت اور توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے غلطی کا ہو جانا ہر انسان سے اس کا امکان موجود ہے سوائے انبیاء علیھم الصلوۃ و السلام کے حتیٰ کہ صحابہ سے بھی تابعین اور تبع تابعین سے بھی اہل اللہ اہل علم اور اولیاء اللہ سے بھی غلطی کا صدور ممکن ہے ہو سکتی ہے۔ تو پھر یہ جو انبیاء علیھم السلام کے بعد جو

لوگ ہوتے ہیں ان میں کیا کمال ہوتا ہے۔

ان میں دو کمال ہوتے ہیں ایک تو یہ ہوتا ہے کہ عموماً یہ غلطی نہیں کرتے غلطی کا ہو جانا الگ بات ہے یعنی غلطی کا امکان ہونا الگ بات ہے اور غلطی کرنا ایک الگ بات ہے انہیں حفاظت ایسے حاصل ہوتی ہے نبی معصوم ہوتا ہے اور صحابی تابعین تبع تابعین یا ولی اللہ محفوظ ہوتے ہیں انہیں ایک طرح کی حفاظت ایسے حاصل ہوتی ہے کہ گناہ کا موقع آئے تو کوئی نہ کوئی کھٹکا ان کے دل میں ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ کر نہیں پاتا لیکن اگر بتقاضائے بشریت کسی سے ہو جائے تو پھر قرآن حکیم بتاتا ہے۔

لم یصروا علی ما فعلوا۔ اگر کر بیٹھیں تو توبہ کرتے ہیں پھر دوبارہ گناہ نہیں کرتے اس پر اصرار نہیں کرتے اسے بار بار نہیں کرتے اسے وطیرہ نہیں بنا لیتے۔

یہ جو بات کیفیات کی ہوتی ہے انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام میں یہ قوت ہوتی ہے کہ جیسے کوئی ایمان لایا وہ کیفیات اس کے دل میں ٹھاٹھیں مارنے لگیں اور وہ صحابی ہو گیا۔ چونکہ یہ کامل دین اپنی تعلیمات کے ساتھ اپنی کیفیات کے ساتھ ہوتا ہے تو یہ کامل دین ہی منتقل ہوتا ہے صحابہ کو۔ اسی لیے صحابی کے پاس بیٹھنے والا تابعی کہلاتا ہے تابعین میں بھی یہ قوت ہوتی ہے کہ ان کی چند لمحوں کی مجلس تبع تابعی بنا دیتی ہے لیکن تبع تابعین کے بعد یہ قوت کمزور پڑتے پڑتے اس حد تک نہیں رہتی کہ اک نگاہ میں کوئی کامل ہو جائے پھر لوگوں کو اس کے لیے وقت لگانے پڑے محنت لگانی پڑی باقاعدہ صبح شام توجہ لینی پڑی اور پھر اس میں بھی جتنے لوگوں نے توجہ کی عمریں لگائیں وقت لگایا وہ سارے ایسے نہ بن سکے کہ آگے لوگوں تک بھی روشنی پہنچاتے پھر ان میں سے اللہ کریم مدد دے چند لوگوں کو یہ قوت بخشتا ہے کہ اس نعمت کو آگے منتقل کریں جیسے پڑھنے تو بہت لوگ جاتے ہیں لیکن سارے لوگ مدرس یا پروفیسر یا آگے پڑھانے والے یا دوسروں کو بتانے والے نہیں بنتے۔ تو اس ساری محنت کا سارے مجاہدے کا حاصل یہ ہوتا ہے۔

نبی کی توجہ سے انسانی روح میں وہ لطائف یا وہ باریک ترین اجزا جو اس کے بنیادی اجزاء یا اس کے اعضائے رئیسہ جس طرح بدن کے دل دماغ جگر وغیرہ ہوتے ہیں اسی طرح اس کے یہ وہ حساس حصے انہیں لطائف اور لطیفہ کہا جاتا ہے نبی کی توجہ سے اس کے وہ لطائف روشن اور منور ہو کر تجلیات باری کو اخذ کرتے ہیں جس طرح کسی بھی بیمار انسان کو طاقت کی دوائی دیں تو اس کے اعضائے رئیسہ کو وہ طاقت ور کرتی ہے دل دماغ جگر وغیرہ کو اور ان کی طاقت سارے بدن کو طاقت ور بنا دیتی ہے اسی طرح روح کے بھی کچھ خاص حصے ہیں جنہیں آپ اعضائے رئیسہ کہہ سکتے ہیں انہی کو لطائف یا لطیفے کہا جاتا ہے اور نبی علیہ السلام کی توجہ سے وہی لطیفے طاقت اختیار کر کے مضبوط ہو کر ساری روح کو اور سارے روحانی سسٹم کو مضبوط اور طاقت ور بنا دیتے ہیں یہی قاعدہ کلیہ اہل اللہ بھی اختیار کرتے ہیں مجلس میں صحبت میں بیٹھ کر ان کی ان انوارات کو عکاسی طور پر حاصل کیا جاتا ہے جو نبی علیہم الصلوۃ کے قلب اطہر سے جاری ہوتے ہیں اور جن میں یہ قوت ہے کہ انسانی روح کے لطائف کو روشن کریں۔

لطائف کے منور ہونے کا اور اس بات کا کہ کیا لطائف منور ہیں کہ نہیں ثبوت یہ نہیں ہے کہ وہ ہر ایک کو نظر آئیں مشاہدہ ہر ایک کو نہیں ہوتا۔ مشاہدے کے لیے الگ سے ایک محنت کرنی پڑتی ہے

جو ضروری نہیں ہے کہ خواہ مخواہ مشاہدہ ہو لیکن معیار یہ ہے کہ جب لطائف روشن ہو جائیں تو لذات جسمانی کی بجائے لذات روحانی زیادہ محبوب ہو جاتی ہیں۔ جب لطائف روشن نہیں ہوتے تو آدمی کو حلال حرام کی تمیز کرنے کی بجائے کھانا زیادہ پسند ہوتا ہے کہ اور لوگ بھی تو کھا رہے ہیں کتنا مزے دار کھانا ہے کھا لیتا ہوں۔ لیکن اگر لطائف روشن ہو جائیں تو وہ کہتا ہے یار یہ گوشت جو آتا ہے یہ حلال کا نہیں ہے تو اس کی بجائے میں سبزی یا دال کھا لوں۔ وہ لذت جو تھی جسمانی یا مادی اسے چھوڑ کر روحانی لذت کی طرف اس کا میلان ہو جاتا ہے اس کا معیار ایسا بن جاتا ہے کہ روح کی جو غذا ہے وہ برقرار رہے یا روح کا جو رابطہ یا تعلق ہے وہ برقرار رہے بے شک بدن میں بدن کی لذتوں میں کمی آ جائے اسی طرح لطائف روشن نہ ہوں تو آدمی کہتا ہے خیر ہے یار روز پڑھتے ہیں نماز آج نیند زور سے آ رہی ہے سونا چاہیے لیکن لطائف روشن ہوں تو وہ کہتا ہے نیند تو ساری عمر کرتے رہتے ہیں نماز تو نکل جائے گی اگلے وقت کی اگلی فرض ہو گی میں کیوں ضائع کروں میں نماز پڑھ کے سو جاؤں گا۔ یعنی اس میں لطائف کی روشنی سے ایک معیار آ جاتا ہے کہ وہ دنیوی لذات پر یا جسمانی لذات پر روحانی لذات کو ترجیح دینے لگ جاتا ہے جب یہ کیفیت ہو جائے تو یہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ لطائف میں جان پڑ گئی لطائف میں زندگی آ گئی اور وہ مجھے اس طرف لے جائے گی۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو کسی کو روشنیاں نظر بھی آتی رہیں تو وہ استدراج ہو گا شیطان کی طرف سے ہو گا اور وہ حقانیت کی دلیل نہیں بنے گا پھر جب لطائف کے بعد مراقبات کیے جاتے ہیں تو اساتذہ کرام نے یا مشائخ عظام نے یا صحابہ کرام نے یا تابعین تبع تابعین نے وہ خاص آیات چن کر منتخب فرما کر ان پر مراقبہ کرنے کی تربیت اس لیے دی کہ ان کے ساتھ قلبی تعلق ایسا ہو جائے کہ وہ کیفیت انسان کا حال بن جائے۔

مثلاً مراقبہ احدیت ہے تو احدیت پر اگر روح کی رسائی ہو تو مزاج انسانی میں اللہ کی توحید راسخ ہو جاتی ہے کہ اسے مزید کسی دلیل کی احتیاج نہیں رہتی کوئی بھی شخص اسے اللہ کی توحید کے علاوہ اللہ کے کسی دوسرے برابر یا شریک کا قائل نہیں کر سکتا اس کا مزاج بن جاتا ہے کہ اللہ ایک ہے یعنی جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ایذا دی گئی کہ تم دل سے نہ مانو زبانی کہہ دو کہ ایک نہیں ہے لیکن وہ زبانی جان بچانے کے بھی لیے نہیں کہہ سکتے تھے ان کا مزاج ہی نہیں مانتا تھا وہ کہتے تھے کہ کیسے کہہ دیں ہے ہی ایک ہم کیسے کہہ دیں یعنی یہ بات ان کا حال بن گئی تھی کہ اللہ ایک ہے ورنہ یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی اور قرآن حکیم نے رخصت دے دی کہ جان بچانے کے لیے کہہ بھی دو جان بچا لو جان چھڑا لو کہہ بھی دو کوئی حرج نہیں لیکن کہہ کر کسی نے نہیں دیا۔ اس لیے کہ یہ ان کا حال بن گئی تھی۔ تو مراقبہ احدیت پر پہنچنے یا مراقبہ احدیت پر محنت کرنے یا اسے راسخ کرنے کی ضرورت صرف اس لیے نہیں کہ کسی کو احدیت کا مشاہدہ ہو جائے تو وہ سمجھے کام ہو گیا نہیں اس میں وہ رقت پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ کی توحید مزاج بن جائے حال بن جائے سوتے جاگتے مرتے جیتے بھی بیماری ہو یا افلاس کوئی لالچ دینا یا رعب ڈالے کوئی خوف ہو یا طمع لیکن ہر حال میں یہ بات اس کا مزاج بن جائے کہ اللہ ایک ہے اور کوئی اس کا ہم سر نہیں کوئی اس کے برابر نہیں۔ یہ جوں جوں توحید باری راسخ ہو گی تو عملی زندگی میں ایک انقلاب آئے گا تو انسان اپنی

ساری امیدیں اس کے ساتھ وابستہ کرتا چلا جائے گا جس جیسا کوئی دوسرا نہیں اس کا اثر یہ ہو گا کہ کوئی خوف کوئی لالچ اسے اللہ کی نافرمانی پر آمادہ نہیں کر سکتا غلطی کا ہو جانا الگ بات ہے لیکن کوئی اسے خرید کر یا کوئی اسے ڈرا دھمکا کر اس سے غلطی نہیں کرا سکے گا اور بتقاضائے بشریت ہو جانے کے لیے وہ توبہ کرے گا اسے پیشہ نہیں بنائے گا۔ تو اس مراقبے کو اس لیے نہیں کرنا کہ آدمی کو کچھ عجائبات نظر آنے لگ جائیں کچھ روشنیاں نظر آنے لگ جائیں یا اسے روح پرواز کرتی ہوئی دکھائی دینے لگ جائے نہیں یہ عملی زندگی کو سیدھے راستے پر ڈالنے کا سب سے زیادہ موثر سب سے زیادہ قیمتی نسخہ ہے اور یہ اتنا کمیاب ہے کہ صدیوں نہیں ملا کرتا اس چیز کے لیے لوگوں نے پیدل روئے زمین کا سفر کیا اہل اللہ کے حالات پڑھیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے اس زمانے میں جب سواریاں نہیں تھیں تو پیدل انہوں نے روئے زمین کو اس لیے ناپ دیا کہ کوئی بندہ ایسا مل جائے کہ ایک تو میں عقلاً اللہ کو مانتا ہوں جو مسلمان ہونے کے لیے کافی ہے کہ عقلی طور پر ہم نے مان لیا کہ اللہ ایک ہے لیکن صرف مسلمان ہونا تو مقصد نہیں مقصد تو اللہ کا بندہ ہونا ہے اور بہترین اور خوبصورت اور اچھا مسلمان ہونا ہے تو اس کے لیے چاہیے کہ جو میں نے عقلاً مانا ہے یہ میرا مزاج بن جائے میرا حال بن جائے عقل نہ رہے میں پاگل ہو جاؤں تو بھی میرے مزاج میں یہ بات رہے کہ میرا مالک ایک ہے تو اس کمال ہی کی تلاش میں لوگوں نے عمریں صرف کیں لوگوں نے سفر کیے لوگ دور دراز تک گئے اور لوگوں نے مشائخ کی صحبتوں میں بیٹھ کر وقت لگایا اور یہ آسان کام نہیں ہے اس سے کہ لوگوں کی اس پر عمریں صرف ہوئیں۔ لیکن ایک بات اس میں ہے کہ یہ ہے سب مسلمانوں کے لیے مرد عورت ہر مسلمان کے لیے کہ نبی علیہ السلام سے جتنی تعلیمات حاصل ہوئیں جتنی برکات حاصل ہوئیں وہ نوع انسانی کے لیے ہیں ان میں کوئی قید نہیں کہ کوئی مرد ہے یا عورت کوئی امیر ہے یا غریب کوئی پڑھا لکھا ہے یا انپڑھ ہر آدمی اسے حاصل کر سکتا ہے ہر آدمی حاصل اسے اپنی حیثیت کے مطابق کرے گا۔ جتنا اس کا کیلیبر ہو گا اتنا وہ اس کو سمجھ پائے گا۔ اتنا وہ اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور ایک نہ جاننے والا اتنا فائدہ حاصل نہیں کر سکتا لیکن اس سے محروم دونوں نہیں رہیں گے تو اس کو اس نگاہ سے جانچتے رہنا بھی ہے کہ میرا مراقبہ احدیت کتنا مضبوط کتنا راسخ ہوا ہے اور میں کتنی امیدیں رب جلیل سے وابستہ کرتا ہوں اور کتنے توقعات اس کے علاوہ کسی دوسرے سے رکھتا ہوں اسباب کو اختیار کرنا غلط نہیں ہے یہ نہیں سمجھا جائے نہ آدمیت اس کا نام ہے کہ آدمی اسباب ترک کر دے دنیا عالم اسباب ہے اور اس میں اسباب کو اختیار کرنے کا حکم اللہ کا ہے سبب اختیار کیا جائے گا لیکن اگر اس کا مراقبہ احدیت راسخ ہو تو وہ سبب اختیار نہیں کرے گا جس کے اختیار کرنے سے اللہ نے روک دیا ہے ایک بات۔

دوسری بات یہ ہو گی کہ اپنی محنت اور اسباب پر نتیجے کی امید نہیں رکھے گا اسے پتہ ہو گا کہ میرے ذمے اسباب اختیار کرنا ہے اور نتیجہ پیدا کرنا اس کا کام ہے جس کا کوئی شریک نہیں اس کا حاصل یہ ہو گا کہ کبھی تھوڑے کام سے اسے زیادہ فائدہ حاصل ہو گا تو بھی اللہ کا شکر ادا کرے گا تکبر میں نہیں جائے گا کہ میں کوئی بڑا صاحب کمال ہوں میں نے ہزار روپیہ لگایا دس ہزار کما لیا اس طرح نہیں سوچے گا وہ سوچے گا یہ کہ میں تو وہی تھا یہ اس کا کرم ہے کہ میں نے

سب چھوٹا سا پکڑا اس نے نتیجہ بہت بڑا دے دیا۔ یا اگر ان نے پیسے کمانے کے لیے تجارت تھی تو نقصان ہو گیا تو وہ اتنا دل شکستہ نہیں ہو گا کہ خود کشی کر لے اسے پتہ ہو گا کہ میرے ذمے اسباب کو اختیار کرنا تھا میں نے اپنی پوری کوشش کی اب وہ اس کی مرضی کہ اس کے نتیجے میں نہیں دینا چاہتا تھا تو اس نے اسے ضائع کر دیا ماشا اللہ اور دے دے گا یہ اس کی مرضی میرا اس میں کیا ہے تو نقصان کی صورت میں خود کشی کا نہیں سوچے گا اور نفع کی صورت میں فرعون بننے کی نہیں سوچے گا یہ فائدہ ہو گا اس کے اس اللہ کے ساتھ اس تعلق کا اس کی احدیت سے واقف ہونے کا کہ وہ دنیا کے نشیب و فراز میں صحت و بیماری میں نفع و نقصان میں کہ یہ زندگی کا حصہ ہے وہ سمجھ جائے گا کہ اس سارے معاملے میں بیماری میں دوا کھانا اچھی دوا کھانا اچھے حکیم کے پاس جانا پرہیز کرنا یہ تو میرا کام ہے یہ تو میں کر رہا ہوں اب اس پر صحت دینا یا نہ دینا یہ اس کا کام ہے وہ چاہے تو تھوڑی سی دوا سے بڑی بیماری رفع کر دے اور وہ چاہے تو بہت بڑا علاج کرتے رہو ہلکی سی بیماری جان نہ چھوڑے تو نہ اس میں اکڑنے کی ضرورت اسے محسوس ہو گی نہ اس صورت میں پریشان ہونے کی ضرورت ہو گی دوسرے معنوں میں زندگی مزے دار ہو جائے گی یعنی وہ کام بھی کرے گا محنت بھی کرے گا مزدوری بھی کرے گا ملازمت بھی کرے گا دنیا کے سارے کام بھی کرے گا اور سارے کاموں میں مزے سے جئے گا اس لیے کہ نتائج کی فکر اس کی اپنی نہیں ہو گی نتائج کی امید اپنے مالک سے ہو گی۔ تو محنت کرنا مجاہدے میں وقت لگانا مراقبے میں وقت لگانا تو اس لیے ضروری ہے کہ ساری چیزیں وراثتاً" حاصل کی جا سکیں۔ اسلام ہے ہی موروثی اس میں توارث ہے۔

نبی علیہ الصلوۃ و السلام نے جو عطا فرمایا وہ صحابہ نے لیا جب بات صحابہ سے آگے چلی تابعین نے لی اب اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اس میں بڑھا گھٹا نہیں سکتا وراثتاً وہی چلے گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا وہی سینہ بسینہ نسلاً" بعد نسلاً" وہی چلے گا تو وہی کیفیات وہی حالات بھی چلیں گی وہی ان کے نتائج بھی ہوں گے تو ہمیں یہ مجاہدہ اس لیے کرنا ہو گا کہ اللہ نے اگر ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی ہے یہ موقع عطا فرمایا ہے اور کوئی ایسی سبیل پیدا کر دی ہے کہ ہم اسی نعمت کو حاصل کر سکیں تو پھر ہمیں اس کو کماحقہ' حاصل کرنا چاہیے۔ ایک شخص کو کپڑا مل جاتا ہے وہ ایک نکر سلوا لیتا ہے تو بھی اس کا ستر تو ہو جاتا ہے وہ دو چادریں ان سلی بنا لیتا ہے ایک تہہ بند باندھ لیتا ہے ایک اوپر کر لیتا ہے اس کا بدن تو ڈھک جاتا ہے لیکن اس سے خوبصورت لباس بنا لیتا ہے تو اس سے صرف بدن ہی نہیں ڈھکتا بہت سی اس کے ساتھ اس کی زینت بن جاتی ہے آرام بن جاتا ہے گرمی سردی سے بچاؤ کا اعلیٰ طریقہ بن جاتا ہے ایک آبرو بن جاتی ہے یہی حال ہوتا ہے کہ ایک نعمت مل گئی اگر کبھی مراقبہ ہو گیا انوارات بھی نظر آ گئے اللہ پر اعتماد قائم ہو گیا تو اسی پہ نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ اتنا مجاہدہ اتنی محنت کرنی چاہیے کہ وہ پختہ یقین حاصل ہو جائے جو اللہ کے ساتھ ہونا چاہیے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر آدمی کی اپنی اپنی سوچ اپنا اپنا کیلیبر اپنا اپنا معیار اللہ کی دی ہوئی اپنی اپنی استعداد اپنی اپنی طاقت ہے تو ہر آدمی مختلف ہو گا لیکن بنیادی طور پر کسی میں جو کیفیت کمزور ہو گی کسی میں مضبوط ہو گی لیکن ہونی سب میں یہ کیفیت چاہیے۔

اب اس کے بعد جب عظیم مانا رب جلیل کو

اپنی ساری امیدیں اس سے وابستہ کیں ہر بات میں ہر کام اس کی پسند اور اس کی رضا مندی کو مقدم رکھا تو پھر اتنا عظیم رب اتنا عظیم مالک اتنا بے مثل و بے مثال پروردگار ہر آن اپنے بندے کے ساتھ بھی ہونا چاہیے اسے کوئی تھکاوٹ نہیں ہوتی اسے کوئی سفر نہیں کرنا پڑتا اسے کچھ تکلف نہیں کرنا پڑتا اسے صرف اور صرف اپنے بندے پر رحم ہی کرنا پڑتا ہے اپنے بندے کو شفقت ہی دینا پڑتی ہے اپنے بندے پر توجہ ہی دینا پڑتی ہے تو پھر اگلا سٹیپ ہوا۔

وھو معکم این ماکنتم ۔ تم کہیں ہوا اور کسی حال میں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے یہ بھی ہم ایماناً" اور عقلی ایمان سے مانتے ہیں کہ چنانچہ قرآن حکیم کی آیت ہے اور ہم مانتے ہیں کہ قرآن سارا حق ہے اور اللہ کریم ہر وقت ہر آن ہمارے ساتھ ہے یہ عقلاً ماننا اور بات ہے اور اس کا حال بن جانا دوسری بات ہے عقلاً تو سب مانتے ہیں جو ابھی مانتا ہے اللہ میرے ساتھ ہے چوری بھی کر رہا ہوتا ہے بھلا اللہ کریم کے رو برو چوری کرتا ہے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور وہ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان تو ہو گیا ہوں میں نے اسلام تو قبول کر لیا ہے اللہ کا احسان ہے مجھ پر۔ لیکن مجھے خواتین سے بڑی رغبت تھی اور مجھے اس بات کی اجازت دی جائے کہ میں عورتوں سے اپنے تعلقات رکھوں اس سے مجھے نہ روکا جائے پہلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تم اس بات کی اجازت دو گے کہ تمہاری خواتین تمہاری بیٹیاں تمہاری بہنیں تمہاری بیوی کے ساتھ دوسرے لوگ تعلق رکھیں کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو اس کی اجازت نہیں دیتا تو فرمایا جب آپ اس کی اجازت نہیں دے سکتے ہو تو یہ سوچو کہ دوسروں پر کیا گذرے گی جن کی بہو بیٹیوں کے لئے تم اجازت مانگ رہے ہو اگر تم یہ بات برداشت نہیں کرتے تو دوسرے بھی تو سارے لوگ انسانی مزاج کے ہیں تو تمہاری اس بات کی کیا حیثیت ہے تو اس نے توبہ کر لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اب میں تجھے اس کی بات بتاتا ہوں کہ کسی بندے کا برائی یا بدکاری کرنا اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی بہت بڑا عظیم مالک ہو اور اس کی کوئی کنیز ہو کوئی دوسرا اس کے سامنے اس کے ساتھ زیادتی کرے۔ تو فرمایا یہ یاد رکھو کہ سارے لوگ اللہ کے بندے ہیں ساری خواتین اللہ کی بندیاں ہیں وہ اس وقت پاس موجود ہوتا ہے جب کوئی برائی کرتا ہے اب یہ دیکھ لو کہ اس پر کیا نتیجہ مرتب ہوگا خود سوچ لو کہ کوئی بھی مالک ہو اور وہ بہت عظیم ہو بہت طاقتور ہو اور اس کی کوئی خادمہ کنیز کوئی غلام ہو کوئی اس کے رو برو اس کے ساتھ زیادتی کرے تو کیا ہونا چاہیے یہی حال بدکاری کا ہو گا کہ اللہ موجود ہوتا ہے اور سارے بندے اس کے ہیں اور اس کے رو برو زیادتی کی جاتی ہے۔

یہ تو تھی وہ صورت جو ہم عقلاً مانتے ہیں یہ صورت اگر حال بن جائے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کا مراقبہ معیت راسخ ہو گیا۔ یعنی اگر گناہ کرتے ہوئے برائی کرتے ہوئے جھوٹ بولتے ہوئے دھوکا دیتے ہوئے ایک احساس زبان کو یا پاؤں کو یا ہاتھ کو بڑھنے سے روک دے کہ اللہ کریم تو ساتھ موجود ہے میں اس کے رو برو یہ کیسے کروں اس کا مطلب ہے میرا مراقبہ معیت راسخ ہو گیا اور اگر یہ حال نہیں بنتا کبھی خیال آتا ہے کبھی نہیں آتا اور اس کے باوجود اگر انوارات نظر بھی آتے ہیں مقامات نظر بھی آتے ہیں تو بھی ان میں کمزوری ہے کمی ہے اس پر مزید

مجاہدے کی ضرورت ہے مزید محنت کی اور یہ بنایا نہیں بنتا یہ جو میں بات کر رہا ہوں یہ عقلا سارے لوگ سمجھتے ہیں لیکن یہ ان کا حال کیوں نہیں بن جاتا یہ اپنا حال بنانے کے لیے روح کے ان لطائف کو روشن کر کے ان میں معیت باری کی کیفیات کو انجیکٹ کرنے کی سمونے کی ضرورت ہے کہ ان میں دھنس جائیں ان کے اندر چلی جائیں جیسے کسی کمپیوٹر کو آپ چیز فیڈ کر دیتے ہیں جب وہ بٹن دباؤ وہی بات نکل آتی ہے اسی طرح ان لطائف کو جو کیفیات معیت ہیں فیڈ کر دی جائیں ان میں رچ بس جائیں۔ تو ہر آن ہر حال میں اپنا مالک اپنا پروردگار اپنا اللہ اپنے پاس موجود نظر آئے کام کرتے ہوئے بات کرتے ہوئے نیکی کرتے ہوئے دشمنی کرتے ہوئے رات کی تاریکی ہو یا جنگل ہو یا صحرا ہو اکیلا ہو یا بازار میں ہو کسی بہت خطرناک جگہ پر ہو یا کسی بہت آرام دہ محفوظ جگہ پر کوئی بھی حال اس کا اس بات سے خالی نہ ہو کہ اسے پتہ ہو میں اکیلا نہیں ہوں۔

تو جب تک یہ چیز حال نہ بنے چونکہ قیامت کو جو نتائج مرتب ہوں گے وہ اس پر مرتب ہوں گے جو ہمارا حال ہے ایک شخص کہتا ہے میں جھوٹ نہیں بولتا اور وہ جھوٹ بولتا رہتا ہے تو قیامت کو اس بات پہ عمل نہیں ہو گا کہ اس نے کہا تھا میں جھوٹ نہیں بولتا اس بات پہ عمل ہو گا کہ اس نے جھوٹ بولا اس پر نتیجہ مرتب ہو گا اسی طرح ایک کہتا ہے میں عبادت کرتا ہوں اور وہ کرتا نہیں تو اس کے کہنے پر اسے انعام نہیں ملے گا بلکہ دیکھا یہ جائے گا کہ اس نے کیا کیا بات کرنے پر آئے کی تو۔ دوستی بنانے میں دشمنی کرنے میں کسی کے ساتھ معاملہ کرنے میں کاروبار میں تجارت میں معاملات گھریلو ہوں خانگی ہوں، اولاد کے ہوں والدین کے ساتھ ہوں برادری کے ساتھ ہوں اپنے حقوق کی بات ہو دوسروں کے حقوق کی بات ہو فرائض کا مسئلہ ہو تو ہر حال میں اسے یہ محسوس ہو کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں اپنے رب کے رو برو کر رہا ہوں وہ میرے ساتھ ہے نہ تو مجھے کسی سے ڈرنے کی ضرورت ہے کہ کسی سے ڈر کر میں برائی کروں نہ کسی سے ایسی امید وابستہ کرنے کی ضرورت ہے کہ میں اس کے ساتھ مل کر برائی کرتا ہوں مجھے بچا لے گا میرے ساتھ میرا رب ہے اور مجھے اسی کے ساتھ رہنا ہے اسی کی رضا کے مطابق رہنا ہے اور اگر میں اس کی نافرمانی کروں گا تو وہ اس نعمت سے مجھے محروم کر دے گا اور پھر بات ختم بگڑ جائے گی۔

علی ھذا

اقربیت اس سے بھی زیادہ آگے لے جاتی ہے اور انسان کے لاشعور میں اس کے باطن میں اس کے ضمیر میں اس کے دل کی گہرائیوں میں یہ بات رچ بس جاتی ہے کہ مجھ سے میری ذات سے سب سے قریب تر خود میرے اپنے آپ سے قریب تر میرے اپنے شعور سے قریب تر میرا مالک موجود ہے۔ **ونحن اقرب الیہ من حبل الورید** حبل ورید جو ہے یہ زندگی کا سبب ہے پورے وجود میں زندگی کو تقسیم کرنے زندگی کو پہنچانے زندگی کو رواں دواں رکھنا سارے خون کا اجتماعی اور مرکزی نظام اس سے چلتا ہے تو گویا زندگی کے قریب تر خود انسانی وجود کے اندر جو رگ ہے اس سے بھی قریب تر اللہ کریم موجود ہے یہ تو ہم مانتے ہیں عقلاً تو ہم نے قبول کیا قرآن کی آیت ہے ہمارا اس پر ایمان ہے لیکن وہ صرف عقلی طور پر ہمارا عقیدہ نہ رہے بلکہ وہ ہمارے بدن کا ہمارے وجود کا ہمارے کردار کا حال بن جائے یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ ہر شخص کامل تو نہیں بن جاتا لیکن کیا جو سارا حاصل نہیں کر سکتا وہ سارا چھوڑ

دے یہ بھی کوئی دانش مندی ہے یا اتنی بڑی نعمت کی طلب ہی نہ کرے آدمی اس کے لیے محنت ہی نہ کرے مجاہدہ ہی نہ کرے آخر کیوں نہ کرے لوگ چند سکوں کے لیے مادی راحت کو پانے کے لیے تھوڑی سی دینوی عزت بنانے کے لیے زندگی بیچ دیتے ہیں ساری ساری زندگی ہم چالیس چالیس پچاس پچاس سال ہم ملازمت کرتے ہیں کیوں کرتے ہیں اگر ایک شخص نے جس نے چالیس سال ملازمت کی اس کے پاس کیا بچا اس نے تو ساری زندگی بیچ دی کیوں بیچ دی اس لیے کہ اسے کچھ دینوی وسائل کچھ معاشی وسائل کچھ آبرو کچھ عزت کچھ دنیا میں رہنے کے لیے کچھ سہولتیں مل جائیں اور اس کا آبرو مندانہ وقت گذر جائے تو اگر دینوی سہولتوں کو حاصل کرنے کے لیے زندگی دینا پڑتی ہے رات دن محنت کرنا پڑتی ہے ایک ایک ضابطے کی پابندی کرنا پڑتی ہے تو دائمی اور ابدی راحتوں کے لیے دائمی اور ابدی آبرو مندی کے لیے دائمی اور ابدی راحتوں کے لیے تو اس سے زیادہ مجاہدے کی زیادہ محنت کی زیادہ طلب کی ضرورت ہے، تو آدمی کیوں نہ کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کے معاملے میں دو ہی صورتیں ہیں یا اس نے حاصل کر لیا پورا کر لیا یا آدھا کر لیا یا وہ محروم رہ گیا لیکن آخروی محنت پر اللہ کریم محروم نہیں رکھتے اس میں محرومی کا پہلو نہیں ہے وہ کسی کو تھوڑا بھی دیں تو اس کی محنت سے کئی گنا زیادہ دیتے ہیں وہ جس کو اس راہ میں تھوڑا بھی ملتا ہے وہ اس کی محنت سے ہزاروں گنا زیادہ اس کو ملتا ہے محرومی کا سوال پیدا نہیں ہوتا اس لیے۔

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ الہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا اور اس کی عمر لڑتے بھڑتے فسادوں میں گذر گئی اور اس نے ننانوے آدمی قتل کیے ناجائز قتل جو ہوتے ہیں تو اسے خیال آیا کہ عمر آخر ہونے کو ہے اور ایک عالم میں نے قتل کر دیا تباہ کر دیا تو مجھے کسی صاحب علم کے پاس جانا چاہیے کہ میری نجات کا میری آخرت کا کوئی سبب بن جائے وہ کسی عالم کے پاس گیا نبی اسرائیل میں سے اس نے بات سن کے دور سے دھتکار دیا بری طرح پیش آیا کہ اب تو بخش طلب کرتا ہے دنیا غارت کر دی یہ کیا وہ کیا تو ہے ہی ایسا ویسا وہ تو پہلے ویسا ہی تھا اسے بھی غصہ آیا تو اس نے کہا کہ اگر جہنم میں ہی جانا ہے تو ننانوے نہیں رہیں گے اب پھر سو تو ہوں گے اس نے اسے بھی قتل کر دیا اس نے کہا اچھا بابا میرے لیے واپسی کا راستہ نہ سہی لیکن سو تو ہوں گے نا مگر وہ خلش اس کے دل میں جو چبھن تھی وہ اس کے قتل کر کے بھی نہ گئی اس کا قتل کر دینا اس دل کے میں جو طلب تھی اس کا جواب تو نہیں تھا تو وہ قسمت اسے کسی اہل اللہ کے پاس لے گئی انہوں نے اسے شفقت سے

توجہ فرمائیں

ایک خاندان جن کی اپنی اولاد نہیں ہے۔ وہ ایک ایسے بچے کو گود لینا چاہتے ہیں۔ جو لاوارث ہو۔ اور عمر زیادہ سے زیادہ دو سال سے کم ہو۔ جو ساتھی اس معاملے میں مدد کر سکتے ہیں وہ ایڈیٹر المرشد سے رابطہ فرمائیں۔

ایڈیٹر المرشد۔ او۔سیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

تھا انہوں نے اسے فرمایا کہ بھئی تیرے گناہ اللہ کی رحمت کو عاجز تو نہیں کر سکتے یہ جتنے بھی تو نے کیے ہیں بھی تو کر لے لیکن تیرے گناہ تو کیا سمجھتا ہے کہ اس کی بخشش اس کی رحمت کو عاجز کر دیں گے ایسا تو نہیں ہو سکتا اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر تجھے توبہ کرنی چاہیے پھر تو تجھے اس کے دروازے پہ آنا چاہیے اس سے مغفرت طلب کرنی چاہیے اب کیا ہونا ہے یہ اس کی مرضی لیکن تجھے نا امید تو نہیں ہونا چاہیے" تو اس نے ان کے ہاتھ پہ توبہ کی اس نے ان سے کچھ سیکھا سمجھا۔ جب جانا چاہا تو انہوں نے فرمایا کہ دیکھو واپس مت جاؤ تم جس ماحول میں رہتے ہو وہ ماحول اور وہ لوگ اچھے نہیں ہیں ورنہ تم اتنے لوگوں کو قتل نہ کرتے یہ اس معاشرے کا اسی ماحول کا اثر ہے وہاں جاؤ گے تو پھر تمہیں تمہارے ماحول اور معاشرے کے حالات واپس اس جگہ لے جائیں گے چھوڑ کر آئے ہو تو میں تمہیں ایک بستی کا پتہ دیتا ہوں وہ لوگ نیک ہیں تم اس طرف چلے جاؤ وہاں جا کر زندگی بسر کر لو جو دن باقی ہیں وہاں جا کر گزارو وہاں تمہیں نیک لوگوں کی مجلس نصیب ہو گی نیک سنگت نصیب ہو گی نیک ماحول نصیب ہو گا اور تمہاری قسمت سدھر جائے گی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ شخص اس بات پہ تیار ہو گیا اس نے اپنے علاقے کی طرف رخ نہیں کیا ادھر کو چل پڑا جدھر انہوں نے فرمایا تھا اور جب وہ چل نکلا تو زندگی کی مدت پوری ہو گئی۔ اب ملک الموت کے محکمے میں نیک اور با ایمان اور بھٹکے ہوئے لوگوں کی روح۔ قبض کرنے کا الگ محکمہ الگ شعبہ الگ فرشتے ہیں بدکاروں یا کفار یا اہل دوزخ کی روح قبض کرنے کا شعبہ الگ ہے ان کے مزاج اور ہیں ان کا طریقہ اپنا ہے تو وہ ان کی پکی سامی تھی وہ آ گئے لیکن جنت والے بھی آ گئے انہوں نے کہا بھئی یہ تو ہماری سامی ہے آپ آج کیسے انہوں نے کہا بھئی تمہارا تو تھا کبھی اب تو یہ ہمارا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فرشتوں نے جب آپس میں بات کی تو انہوں نے کہا پھر اللہ کریم سے دعا کرو اللہ فیصلہ کر دے ہم تو سمجھتے تھے ہماری سامی ہے تم کہتے ہو ہمارا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے دعا کی یا اللہ اس کا کیا کریں تو ارشاد ہوا کہ بھئی یہ نیکی کی طرف چل تو پڑا تھا تو ایسا کرو زمین ماپ لو اگر تو بروں کے قریب ہے تو انہیں میں اسے داخل کر دو اور اگر انہیں چھوڑ کر سفر کرتا ہوا نیکوں کی بستی کے قریب ہو گیا ہے تو پھر اسے اہل نجات میں داخل کر دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فرشتے تو لگے زمین ماپنے اور اللہ نے زمین کو حکم دے دیا کہ

کوٹھی برائے فروخت

۲ بیڈ ۱ سٹڈی ۳ باتھ کورڈ رقبہ ۲۱۷۵ مربع فٹ مضبوط۔ خوبصورت کوٹھی۔ اور لان۔ رقبہ ایک کنال۔ واقعہ ۹۳ اویسیہ سوسائٹی۔

رابطہ کرنل محبوب ملک ۔ اویسیہ سوسائٹی۔ کالج روڈ۔ ٹاؤن شپ۔ لاہور ٹیلی فون ۸۴۱-۷۰۹

نیکوں کی طرف سے سمٹ جا یعنی انہیں تو اصول بتایا لیکن اپنی رحمت سے اسے محروم نہیں کیا کہ میری طرف چل تو پڑا ہے اب اس کے ذمے تو چلنا ہی تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخاری شریف کی حدیث ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ نے حکم دے دیا زمین کو کہ ادھر سے سمٹ جاؤ کہیں یہ غریب میری طرف چلا ہوا دوزخ میں نہ جائے۔

تو دنیا کے لیے ہم جو محنت و مجاہدہ کرتے ہیں جس کے لیے ہم عمر لگاتے ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ جتنی چاہتے تھے اتنی نہ پائی۔ تھوڑی پالی لیکن اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ ساری عمر محنت کر کے محروم بھی رہ سکتے ہو ایک آدمی بیس سال پچیس سال محنت کر کے ٹرمینیٹ ہو سکتا ہے اسے کچھ بھی نہیں دیا جاتا اس کا معاوضہ نکال رہتے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے ایک آدمی ساری عمر تجارت کر کے کروڑوں بناتا ہے کسی ایک سودے میں ایک گھاٹا آتا ہے کہ سارے وہ دے بیٹھتا ہے تو سارا امکان موجود ہے لیکن اس طرف چلنے والے کو یہ کوئی خطرہ نہیں جو کچھ کر سکا یا نہ کر سکا لیکن اس طرف چل پڑنا وہی اللہ کو اتنا پسند ہے کہ وہ اسے اپنی رحمت سے محروم نہیں کرتا۔ تو پھر جس کاروبار پہ یا جس تجارت پہ اتنی گارنٹی ہو آدمی وہ کیوں نہ کرے اب وہ دیکھو روز اشتہار آتا ہے فلاں سرٹیفکیٹ خریدو فلاں بانڈ خریدو اتنا سود ملے گا اتنے پیسے ملیں گے حکومت پاکستان کی گارنٹی ہے حالانکہ حکومت پاکستان خود قلاش ہے پتہ نہیں کتنے دن کونسی حکومت رہتی ہے کونسی جاتی ہے اور خود حکومت کا سارا نظام ادھار پہ چلتا ہے ایڈز پہ چلتا ہے اس کی گارنٹی پہ اگر ہم اپنی دولت لگا سکتے ہیں جہاں رب جلیل خود گارنٹی دیتے ہیں اس پہ محنت کیوں نہ لگائی جائے تو یہ سارا مجاہدہ یا یہ ساری محنت نہ تو پیر بننے کے لیے ہے نہ فقیر کہلانے کے لیے ہے نہ لوگوں سے اپنے کو بڑا منوانے کے لیے ہے نہ دولت پیدا کرنے کے لیے ہے سب کاموں کے لیے دوسرے آسان نسخے موجود ہیں۔ یہ ساری محنت ان کیفیات اور ان برکات کو اپنا حال بنانے کے لیے ہے اللہ کریم ہم پردہ کرم فرمائے جو اس نے اس اسرائیلی پہ فرمایا کہ ہمارا سرمایہ تو اتنا ہی ہے کہ یہ بھی اس کی دی ہوئی توفیق ہے کم از کم اس طرف چل تو پڑے اس دور میں ان حالات میں معاشرے میں اور ہماری ہمتوں کی کمزوری میں یہ بھی بہت بڑی بات ہے۔ لیکن اس کا کرم اس کی رحمت سے نا امید ہونا یہ کفر ہے وہ بڑا کریم ہے اس کی رحمت پہ بھروسہ کرتے ہوئے جو توفیق اس نے دی ہے جتنی ہمت دی ہے اتنی محنت جو ہے وہ بھی ضروری ہے۔ اور محنت اپنے مقصد کے لیے کی جائے۔

(بیان: دارالعرفان ۲۹ مارچ ۱۹۹۲ء دوران (اعتکاف)

دعائے مغفرت

(۱) ڈاکٹر فیض الرحمٰن جو سلسلہ کے ساتھی محمد اقبال (اکاؤنٹنٹ ملٹری اکاؤنٹس) کے چھوٹے بھائی تھے قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

(۲) حاجی شبیر حسین صاحب کریانہ مرچنٹ پسرور جو سلسلہ کے پرانے ساتھی تھے قضائے الٰہی سے ۳۰ جون ۱۹۹۲ء کو وفات پا گئے ہیں۔

تمام ساتھیوں سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

نظامِ قدرت

مولانا محمد اکرم

اللہ کریم کی اس بنائی ہوئی زمین پر یا کائنات کی وسعتوں میں جہاں تک ہمارا علم ہمارا ساتھ دیتا ہے ہماری نگاہ ہماری سوچ کام کرتی ہے تو ہمیں ہمیشہ دو طاقتیں ہر جگہ نظر آتی ہیں روشنی کے ساتھ تاریکی نیکی کے ساتھ بدی بھلائی کے ساتھ برائی انصاف کے مقابلے میں ظلم سکون کے مقابلے میں عدم اطمینان یعنی ہر جگہ آپ ہر بات میں دو پہلو دیکھتے ہیں ایک بھلا ایک برا اب اس میں یہ بڑی عجیب بات ہے کہ نظام کائنات کا جو ایک سسٹم یا ایک پہیہ ہے چلتا رہتا ہے وہ تقدیر کا پہیہ اس انداز سے چلتا ہے کہ کھانا پینا صحت بیماری اس میں نیک و بد کی وہ تفریق کم ہی کرتا ہے اگر برائی کرتا ہے کوئی وہ بیمار ہوتا ہے تو جو نیکی کرتا ہے وہ بھی بیمار ہوتا ہے اگر کوئی برائی کرتا ہے ا ور اسے کوئی دنیوی تکلیف پیش آتی ہے تو وہ نیک آدمی کو بھی آتی ہے بلکہ دیکھا یہ گیا ہے کہ برے آدمی کو دنیوی اعتبار سے کم تکلیفیں دیکھنا پڑتی ہیں اس لئے کہ برائی کی طرف لوگوں کی اکثریت ہوتی ہے اور نیکی کی طرف چونکہ افراد کی قلت ہوتی ہے لوگ کم ہوتے ہیں اس لئے ہر جگہ نیک آدمی کو اپنے ماحول اور معاشرے کے ساتھ جو جدوجہد اور سٹرگل کرنا پڑتی ہے وہ زائد بن جاتی ہے وہ فالتو بن جاتی ہے اوراس پر تکلیف زیادہ آتی ہے پھر یہ بڑی عجیب بات ہے کہ بعض حقائق ایسے ہیں جنہیں مومن و کافر سب اچھا سمجھتے ہیں مثلاً سچ بولنا چوری نہ کرنا دوسرے کی عزت خراب نہ کرنا کسی کی جان ظلماً" نہ لینا اس طرح کی جو باتیں ہیں وہ ایسی ہیں جنہیں کافر بھی اچھا سمجھتا ہے مومن بھی اچھا سمجھتا ہے تو اب اگر ایک آدمی جو بھلائیاں بھی کرتا ہے اور اسے پریشان بھی ہونا پڑتا ہے معاشرے اور ماحول کا پریشر بھی اس پر آتا ہے اس حال میں وہ دنیا سے چلا جاتا ہے تو پھر نیکی کا حاصل کیا ہوا فائدہ کیا ہوا نیکی کا اگر ہم یہ سوچیں اور جس طرح عام ہماری سوچ ہے بات زبان سے کہنا یہ دوسری بات ہے اور اپنے دل میں اس پر عمل سے ظاہر کرنا یہ ایک حقیقت ہے جتنے ہم دنیا میں محو ہیں اور ہمارا ٹارگٹ دنیا بن چکی ہے مقصود دنیا بن چکی ہے ہم ہر حال میں دنیا سمیٹنا چاہتے ہیں خواہ وہ چوری سے ملے زوری سے ملے رشوت دے کر ملے دھوکا دے کر ملے سود پر ملے فرعون کے دربار سے مل جائے آدمی کو کرسی چاہیے اسے سونا چاہیئے خواہ کسی کا گلا کاٹ کر مل جائے تو یہ ساری یہ جو تگ و دو ہے یہ ظاہر کرتی ہے کہ ہم کہتے تو ہیں آخرت ہے لیکن ہمیں اس پر اعتبار نہیں آتا ہم سمجھتے ہیں کہ سمیٹ لو جو کچھ ہے شاید یہی ہے اللہ کریم نے اس عمل کا جواب ارشاد فرمایا

لوگو! دیکھو کہ یہ اتنی وسیع کائنات **وما خلقنا السماء والارض** زمین و آسمان کے درمیان تم زمینوں کو دیکھو اور آسمانوں کو دیکھو ان کے درمیان تخلیق کو دیکھو تو شمار نہیں کر سکتے پھر وہ ایک مربوط نظام ہے بڑی عجیب بات ہے کہ زمین کی ہر حرکت چاند کی حرکت سورج کی ہر حرکت روشنی اور تاریکی کا انتظام

موسموں کا تغیر و تبدیل اور یہ سارا نظام ایک ایسا مربوط نظام ہے جو سارا ایک دوسرے کو گھڑی کے مختلف پرزوں کی طرح چلا رہا ہے مسلسل تو فرمایا آپ کا کیا خیال ہے کہ اتنا وسیع نظام اللہ نے بے مقصد پیدا کر دیا کیا کوئی ایسا آدمی جس کا ذہن کام کرتا ہو جس کا دماغ صحیح ہو وہ یہ سوچ سکتا ہے کہ اتنا وسیع نظام اتنا باریک نظام اتنا ایکوریٹ نظام اتنا حسین نظام اتنا خوبصورت سسٹم اور اتنی وسیع کائنات جس پر ایک لمحے میں جتنی انرجی خرچ ہوتی ہے آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے اس میں بسنے والی اللہ کی مخلوق کو ایک لمحے میں کتنی اکسیجن چاہئے ہر ایک لمحے میں کتنا پانی چاہئے ہر ایک لمحے میں کتنی غذا چاہئے ہر ایک لمحے میں کیا ٹمپریچر چاہئے کتنی گرمی اور کتنی سردی چاہئے کتنی نیند اور کتنی بیداری چاہئے کوئی ہے جو اس کا اندازہ کر سکے کہ پوری کائنات کے ایک لمحے میں یہ چیزیں کس مقدار میں چاہئیں تو جس ہستی نے یہ لامحدود نعمتیں ایسے مضبوط نظام میں پروئی ہیں کہ جس چیز کی جس جگہ جہاں ضرورت ہے پہنچ رہی ہے تو پھر یہ مذاق کیوں نہ ہوا یہ تو ایک بہت بڑی حقیقت تھی اتنی بڑی کارگہہ حیات کو کوئی حاصل ہونا چاہئے اس کا کوئی نتیجہ ہونا چاہئے اگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں ہے کوئی حاصل نہیں ہے اللہ کریم فرماتے ہیں یہ گمان کافر کا ہے کافر یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ سامنے ہے لوٹ لو عیش کر لو جو جی میں آتا ہے اس پر عمل کرو جس طرح چاہتے ہو اس طرح عیش کرو موج اڑا لو جب مر گئے بات ختم ہو جائے گی قصہ ختم ہو جائے گا اس کے بعد کیا ہے اللہ کریم فرماتے ہیں یہ بڑی ان کی بدنصیبی ہے کہ یہ سوچ انہیں دوزخ کی طرف لے کر جا رہی ہے فرمایا تم دیکھو! کہ میرا ایسا عجیب نظام ہے۔ کہ جس درخت کو پانی نہیں ملتا وہ سوکھ جاتا ہے جس پھول کو جس تنکے کو زمین سے غذا نہیں ملتی وہ بھی سوکھ جاتا ہے جس جانور کو اکسیجن یا پانی یا غذا نہیں ملتی وہ مر جاتا ہے کہ جو شخص جو انسان جو ذی روح برائی کرے گا یا میری عدم اطاعت کرے گا یا میرے ساتھ تعلق کو توڑے گا تو وہ کیا سمجھتا ہے کہ اس کا کوئی اثر مرتب کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا اس سے کوئی اثر نہیں پیدا ہو گا فرمایا

امر نجعل الذین امنوا و عملوا الصلحت کالمفسدین فی الارض کیا تمہیں میرا یہ جو سارا نظام ہے اسے دیکھ کر بھی میری ذات کے متعلق یہ یقین نہیں آیا کہ میں نا انصافی کبھی نہیں کرتا تم میرے نظام کو دیکھو جسے خوراک مل رہی ہے اسے میں خشک نہیں کرتا جسے خوراک نہیں ملتی اسے میں سکھا دیتا ہوں جو موسم کے ساتھ تعاون کر رہا ہوتا ہے وہ پودا ہرا ہوتا ہے جس کے ساتھ موسم کواپریٹ نہیں کرتا وہ خشک ہو جاتا ہے جس جانور جس ذی روح کا جسم اور اس کے خلیات اندازے کے مطابق کام کر رہے ہوتے ہیں وہ صحت مند تو مند رہتا ہے جس میں ذرہ ذرہ وہ کام چھوڑ دیتے ہیں جسم بیمار ہوتا ہے کبھی تم نے دیکھا کہ جس کے خلیوں نے کام چھوڑ دیا اسے میں نے [illegible] دے دی؟ اور جس کے خلیے کام کرتے ہیں وہ میں نے بیمار کر دیئے؟ کبھی دیکھا؟ تو یہ کیسے سوچ لیا کہ جو برائی کرتا ہے وہ بھی اور جو اچھائی کرتا ہے ایک جیسے ہونگے یہ کیسے ممکن ہے فرمایا تم میرے نبی علیہ السلام کی بات الگ' میری کتاب کی بات الگ۔ میرا ذاتی ارشاد الگ' یہ سارے حقائق تو ماننے کے بعد ہیں اگر کوئی نہیں مانتا ان حقائق کو اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ اللہ کی وحی نے اطلاع دی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی تو کم از کم اس نظام کو تو دیکھے اس کے چلانے والا کتنا منصف مزاج ہے وہ اپنے ارد گرد تو دیکھے ایک آدمی رات کو سو جاتا ہے ایک آدمی رات کو نہیں سوتا صبح اٹھ کر

دونوں کا حال ایک جیسا تو نہیں ہوتا فرمایا میں نے اپنے نظام میں کبھی یہ نہیں کیا کہ اگر کوئی ساری رات عبادت بھی کرتا رہتا ہے تو نہ سونے کا اثر میں اس پر بھی مرتب کر دیتا ہوں عبادت کا ثواب اپنی جگہ۔ لیکن میرے نظام میں جو نہ سو کر اٹھے جو نیند گنوائی اس کا اثر میں اس کے بدن پہ بھی طاری کر دیتا ہوں اتنا منصفانہ نظام ہے کہ ہر عمل کا اثر اس عمل کرنے والے پر مرتب ہوتا ہے ایک چیز کو دھوپ میں رکھ دو گرم ہو جاتی ہے دوسری کو سائے میں رکھ دو وہ ویسی ہی رہتی ہے گرم نہیں ہوتی بدل دو تو جسے دھوپ میں رکھو گے وہ تپنا شروع ہو جائے گی وہ ٹھنڈی ہو جائے گی کبھی نہیں ہوتا کہ دھوپ میں رکھی ہوئی ٹھنڈی رہے دوسری سائے میں جو پہلے سے تھی وہ گرم ہو جائے اس لئے کہ جو سسٹم ہے جو نظام ہے اس میں جو عمل آپ کرتے ہیں اس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔

تو اب جن لوگوں نے مجھ سے تعلق توڑ لیا ہے جو گناہ کرتے ہیں جو زمین پر فساد پھیلاتے ہیں جو میرے اس نظام کے سارے سسٹم کی مخالفت کرتے ہیں اس کے خلاف کرتے ہیں وہ گناہ کر کے زمین پر تباہی اور فساد کا سبب بنتے ہیں تو کیا یہ سمجھ لیا انہوں نے کہ اس پر کوئی اجر مرتب نہیں ہو گا اور جو نیکی کرتے رہے تکلیف اٹھاتے رہے اور یہ فساد کرنے والے تو ایک جیسے ہو جائیں گے اگر کسی نے یہ سوچ لیا تو فرمایا اس نے میری اس نظام کو ہی نہیں دیکھا اس نے اپنے ارد گرد دیکھا ہی نہیں اس نے اپنے ماحول کو پڑھنے کی کوشش ہی نہیں کی وہ اپنے ارد گرد دیکھتا وہ ان چیزوں پہ نگاہ کرتا وہ برستی ہوئی بارش کے اثرات کو دیکھتا ایک بارش برستی ہے ایک مکان کے باسی محفوظ رہتے ہیں دوسرے مکان کے باسی بہہ جاتے ہیں مکان کے نیچے دب جاتے ہیں کیوں اس نظام کائنات میں اپنے آپ کو بارش میں قائم رکھنے کے لئے جو مضبوطی اس مکان کو چاہئے تھی اس میں نہیں تھی وہ خواہ نیک آدمی کا تھا یا بدکار تھا وہ بہ گیا جس مکان میں وہ مضبوطی تھی جس میں وہ طاقت تھی وہ سروائیوں کر گیا ٹھیک ہے کتنا منصفانہ نظام ہے تو فرمایا پھر اتنے منصف مالک اور اتنے انصاف پسند رب اتنے کھرے پروردگار کے متعلق یہ کس نے سوچ لیا۔

نجعل الذی امنو و عملو الصلحت کا المفسدین فی الارض۔

امر نجعل المتقین کالفجار کہ گناہ اور نیکی کا انجام کبھی ایک جیسا ہو گا نیکوں اور بدکاروں کے ساتھ ایک سا سلوک کیاجائے گا؟ یا نیک بھی مرگئے بد بھی مرگئے بات ختم ہو گئی تو اگر یہاں سے بعد کی زندگی کو نہ مانا جائے اگر میدان حشر پہ یقین نہ کیا جائے اگر نیکی کی جزا اور بدی کی سزا پہ یقین نہ کیا جائے تو فرمایا پھر تو اس شخص نے میرے انصاف کو سمجھا اور پڑھا ہی نہیں اپنے اردگرد اپنے ماحول کو بھی نہیں دیکھا نبی علیہ السلام کی تعلیم حق ہے اور وہ بنی بنائی بات ہے جس کے لئے ہمیں کرنا کچھ نہ پڑا اور اللہ کے رسول نے ہمیں وہ بات بتا دی وحی الٰہی اللہ کا بہت بڑا انعام ہے صرف مسلمانوں کے گھر پیدا ہونا اللہ کا بہت بڑا انعام ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے تھے والدین نے ہمارے کان میں بچپن میں جو پہلی بات کہی وہ یہ تھی **اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد رسول اللہ** کتنی خوبصورت کتنی حسین اور کتنا انعام ہے اللہ کا لیکن اس سارے سے الگ جسے یہ بھی نعمت نصیب نہیں ہوئی اللہ کے نبی علیہ السلام کے ساتھ تعلق نصیب نہیں ہوا ایمان نصیب نہیں ہوا اللہ کی کتاب نہیں پڑھی وہ اپنے ماحول اور اپنی کائنات کے اردگرد کو تو دیکھ سکتا ہے اور فرمایا اس نظام کو دیکھو تمہیں کیا سمجھ آتی ہے یہ مذاق ہے؟ اتنا

ایکوریٹ اتنا صحیح اگر سورج ایک سیکنڈ کی تاخیر کرے یا ایک سیکنڈ اپنے وقت سے پہلے نکلنا شروع کر دے تو پچاس ساٹھ سالوں میں سارا شب و روز کا نظام تباہ ہو جائے گا موسموں کا تغیر و تبدل ختم ہو جائے تو الدو تناسل تباہ ہو جائے فصلوں کا اگنا اور ان کا ختم ہونا اپنے اوقات چھوڑ دے جانوروں کی جو ہے نسل بڑھنی ختم ہو جائے انسانوں کا توالدو تناسل جو ہے ختم ہو جائے انسانی وجود مسخ ہو جائیں کہ جو حرارت اور جو روشنی انہیں جس وقت چاہئے نہیں ملے اور جب نہیں چاہئے تب انہیں زیادہ مل رہی ہو تو یہ سارا نظام ایک ایک سیکنڈ کا فرق اگر روزانہ سورج کے اوقات میں آئے تو اب نارمل ہو جو اس کا نیچرل ہے وہ تو اللہ نے مقرر کر دیا اب نارمل اگر ایک ایک سیکنڈ میں آئے تو سارا نظام تباہ ہو جائے جو کروڑوں سالوں سے اللہ جانتا ہے کب سے چل رہا ہے تو دیکھ لو یہ کتنے صحیح وقت پہ یہ سارا نظام چلتا ہے کہ کوئی خرابی نہیں ہوتی نہ آسمان پھٹتا ہے نہ زمین شق ہوتی ہے نہ کوئی نسل بگڑتی ہے سارا سسٹم اپنی اپنی جگہ اس کا مطلب ہے کہ بہت ہی صحیح نظام ہے ایک ایک لمحہ ایک ایک ذرہ ایک ایک جھونکا ہوا کا ناپ تول کر ایک ایک جگہ تک پہنچایا جاتا ہے سارا سسٹم اس طرح اگر اس نظام کے تابع نہ چلے تو ایک طرف آکسیجن کے طوفان لگ جائیں دوسری طرف لوگ ہوا کو ترس کر مرجائیں لیکن ایسا نہیں ہوتا ایسے عجیب سسٹم بنائے ہیں جن جانوروں کو زیر زمین رہنے کی جگہ دی ہے انہیں آکسیجن کی ضرورت ہی کم کر دی ہے وہ تھوڑی سی جو زیر زمین پہنچتی ہے ان کی زندگی کے لئے کافی ہے دوسرے جانور کو پانی میں رہنے کی جگہ دے دی اسے پھیپھڑے کی بجائے گلپھڑا لگا دیا وہ اپنی آکسیجن پانی سے لے کر لیتا ہے اسے تکلف ہی نہیں کرنا پڑتا تاکہ وہ زمین پر آکسیجن لینے آئے اس کا حصہ وہاں لوٹا دیا اور جہاں ذرہ ایب نارمل ہوتا ہے، وہاں ہوتا یہ ہے کہ۔

ڈنمارک میں بڑا طوفان اٹھا مچھلیاں مرجاتی تھیں ڈنمارک میں ان کا جو ائیر پورٹ کا رن وے ہے وہ بھی بالکل اسی طرح شروع ہوتا ہے جس طرح آپ سمجھتے ہیں شاید جہاز سمندر میں ابھی پہئے نیچے لگا دے گا وہ عین سمندر کے کنارے ٹچ کرتا ہے اور اڑتا ہے تو بھی سمندر کے کنارے سے تو انہوں نے کہا یہ کہ اس بندر گاہ کو سمندر کی طرف سے اندر سمندر میں بہت بڑی دیوار اور ایک پل سا بنایا کہ صرف جہاز کے داخلے کا راستہ چھوڑا باقی پانی انہوں نے کاٹ دیا سمندر کا اس لئے کہ پانی میں تو آتی رہتی ہے لہریں اور ڈسٹربنس رہتی ہے تو انہوں نے اس لئے کہ کھڑے ہوئے جہاز ڈسٹرب نہ ہوں اور انہوں نے کنارے کے ساتھ پورٹ ہے پھر شہر ہے کوپن ہیگن کا تو یہ ساری ڈسٹربنس روکنے کے لئے بہت دور سے سمندر کے اندر دیوار بنا کر اس پانی کے پچھلے حصہ کو کاٹ دیا پیچھے پانی میں زیر وبم آتا تھا وہ اس دیوار تک آتا تھا اگلا پانی جو تھا جوہڑ کی طرح ہو گیا صرف ایک چھوٹا سا راستہ تھا جن میں سے جہاز اندر آجاتے تھے اندر پانی تالاب کی طرح جھیل کی طرح پرسکون کھڑا رہتا تھا اب اس میں جو مچھلیاں تھیں مرنا شروع ہو گئیں بڑا شور اٹھا کیوں تو وہ جانوروں کو مائی باپ سمجھتے ہیں بڑا وہ کرتے ہیں جی مچھلیاں مر گئیں بڑی ایجی ٹیشن شروع ہو گئی بڑی ریسرچ بھئی کیوں مر رہی ہیں مرض کیا ہے انہیں چیرا پھاڑا گیا لیبارٹری میں لے جایا گیا مرض کوئی نہیں ٹھیک ٹھاک ہیں کیوں مریں بیماری کوئی نہیں وجہ کیا ہے توب سرپٹک پٹک کر آخر سائنسٹسٹ اس نتیجے پر پہنچے تو آپ نے جب اسے سمندر سے کاٹ کر الگ ٹکڑا بنا دیا تو اس میں گہرائی سمندر والی ہے لیکن اس کا حال آپ نے

تالاب والا کر دیا جو اوپر کی سطح پر ہوا لگتی ہے اس کی آکسیجن نیچے نہیں جاتی سمندر کو قدرت الٰہی ہلاتی رہتی ہے ادھر سے لہر اٹھتی ہے ادھر نیچے تک چلی جاتی ہے سمندر سے نیچے والے پانی کو دھکیلتی ہے اوپر چلا آتا ہے تو سارا پانی تازہ آکسیجن لے کر آتا جاتا رہتا ہے اس میں آبی حیات ہے آبی جانوروں کی زندگی ہے اسے آپ نے تالاب کی طرح ساکن کر دیا سمندر سے کاٹ کر اس میں سے جب وہ زیر و بم گیا تو نیچے والا پانی آکسیجن سے خالی ہو گیا اب جو جانور نیچے جاتا ہے مر جاتا ہے آسے آکسیجن نہیں ملتی چنانچہ انہیں اس دیوار میں سے جگہ جگہ سے راستے بنانے پڑے وہ توڑنا پڑی کہ یہ پانی ایک حد تک تو ساکن رہے لیکن سمندر سے ڈسکنکٹ نہ ہو پانی آتا رہے تاکہ یہ سمندری حیات ضائع نہ ہو جائے تو تب سمجھ آئی کہ اللہ کریم نے کیسا نظام بنا دیا ہے کہ چاند کے طلوع و غروب کے ساتھ پورے سمندر کے مدوجزر کو وابستہ کر دیا۔ جب چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا ہے تو پورا سمندر جوش میں آکر کناروں سے اچھل کر باہر نکلنے لگ جاتا ہے پھر اس میں جب جذر آتا ہے تو جذر چڑھتا ہے تو دور تک چلا جاتا ہے واپس آتا ہے تو پیچھے تو اس سے یہ ہوتا ہے کہ میلوں گہرا پانی جو ہے وہ الٹ پلٹ ہو کر سارے میں آکسیجن مل جاتی ہے کتنا عجیب سسٹم ہے کہ ایک کیڑے کے لئے ایک مکوڑے کے لئے زیر آب رہنے والی ایک ادنی سی مخلوق کے لئے پورے سمندر کو ہلاتا جلاتا ہے اللہ کریم اس کے لئے آکسیجن وہاں پہنچا دیتا ہے یعنی یہ ایسے طریقے سے کہ صدیوں کی تحقیق کے بعد بھی انسان اس کی ایک ادنی سے جھلک کو سمجھ سکا کیسے کیسے کس کس کی خوراک کہاں کہاں پہنچاتا ہے یہ وہ خود ہی جانتا ہے تو فرمایا کیا اس نظام کو بھی تم نہیں دیکھتے کہ اس کے اثرات کتنے دور رس ہیں تو جو خود عمل تم کرتے ہو اپنے وجود کے ساتھ اپنی ذات کے ساتھ اپنے پروردگار کے ساتھ تعلق کا اس کے نتیجے سے کیوں بے خبر ہو جاتے ہو کیا اللہ کریم اس پر نتیجہ مرتب نہیں کریں گے اللہ سے تعلق اور نیکی اور عبادت کا حاصل ہی کچھ نہ ہوا پھر تو یہ سارا فضول ٹھہرا اور جو پروردگار ایک ذرے کے ساتھ سورج کی ایک کرن کے ساتھ بارش کے ایک قطرے کے ساتھ ہوا کے ایک جھونکے کے ساتھ نا انصافی نہیں کرتا وہ اپنی سب سے بہترین تخلیق انسان اور اس کے عمل کے ساتھ نا انصافی کرے گا فرمایا کبھی نہیں ایسا کبھی نہیں ہو گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی بہت تعریف فرمائی اور فرمایا اس کی عزت میدان حشر میں ایسے ہو گی جیسے ستر ولی اللہ یا ستر نیک عابد زاہد آدمیوں کے برابر ہے بہت بڑی عزت عربی میں جب کثرت بتانا مقصود ہو تو ستر کا لفظ محاورۃ استعمال ہوتا ہے حدیث میں بھی قرآن میں بھی اس محاورے کے اعتبار سے اکثر مقامات پر آیا ہے جیسے ہم اردو میں کہہ دیتے ہیں جیسے میں نے اسے ہزاروں دفعہ کہا حالانکہ ہم گن کر ہزار دفعہ کہتے نہیں اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ بہت زیادہ دفعہ میں نے اس سے یہ بات کہی ہے کہ ہم نے یہ کام ہزاروں دفعہ کیا تو ہم نے یہ گنا نہیں ہوتا مراد ہوتا ہے اکثر دفعہ تو وہاں بھی ستر کا لفظ کثرت کے معنوں میں آتا ہے فرمایا اس کی بہت بڑی عزت ہو گی کیوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے پہلے وہ شخص فوت ہو چکا تھا مکے میں رہتا تھا اس نے جب ہوش سنبھالا اس نے معاشرے کو دیکھا تو وہ کہنے لگا یار یہ کوئی شرافت نہیں ہے جو تم کرتے ہو یہ جو بے جان بتوں کو تم نے پروردگار بنا

رکھا ہے یہ بات سمجھ نہیں آتی یہ پتھر کے بے جان بت اس کائنات کے نظام کا ایک حقیر سا ذرہ ہیں یہ اس نظام کو کیسے چلا سکتے ہیں یہ تو خود تم نے گھڑے تو یہ بن گئے تم گھڑتے ہو تو صرف پتھر جو اپنی ذات اپنے وجود کو قائم نہیں رکھتا اب توڑ دو تو ابھی ٹوٹ جائے گا تو اس نظام کو یہ بڑا بہترین نظم ہے یہ کیسے چلا رہے ہیں وہ کہتا تھا۔

ءاربابٌ متفرقون خیرٌ أم اللّٰہ الواحد القہار — رب واحد ان الف رب اس نظام کو چلانے والا کوئی ایک ہے، ہزاروں نہیں ہو سکتے ورنہ لڑ پڑتے نظام تباہ ہو جاتا کوئی کہتا سورج نکلنا چاہیئے دوسرا کہتا چھٹ کرنی ہے کوئی کہتا اس میں اتنی حرارت ہونی چاہیئے دوسرا کہتا اتنی چاہیئے تیسرا کہتا بارش برسائی ہے چوتھا کہتا میں اندھیری چلا رہا ہوں یہ کیسے چلتا اور تم نے تو ہزاروں بنا رکھے ہیں لیکن اس کا چلانے والا کوئی ایک ہے جس کے فیصلے کے سامنے کوئی چوں چرا نہیں کرتا خاموشی سے سارا نظام چل رہا ہے وہ کہتا **رب واحد ان الف رب** رب ایک ہے ہزاروں نہیں ہو سکتے **دین علی تقسیم الامور** اگر آپ کام بانٹ دیں تو یہ کون سا مذہب ہے اولاد دینے والا کوئی اور ہے صحت دینے والا ایک اور ہے بارش برسانے والا تو کس کو راضی کرو گے کون کون سے مذہب پہ چلو گے تمہیں کیا خبر ہے کہ کون کس بات پہ راضی ہوتا ہے عین ممکن ہے اولاد دینے والی سبق کوئی اور ہے صحت دینے والی اور ہے تو شاید جس بات پر اولاد دینے والا خوش ہو صحت والا اس پہ ناراض ہو جائے پھر کیا کرو گے فرمایا یہ نہیں یہ ہو ہی نہیں سکتا اس طرح نظام بھی نہیں چل سکتا تم کہتے ہو بارش برسانے والا اور ہے کھیتی اگانے والا اور ہے تو تم بارش والے کو خوش کرتے ہو کیا خبر اس حرکت پر کھیتی اگانے والا خفا ہو جائے تو پھر کیا ہو گا فرمایا **دین علی تقسمتہ الامور** جب امر تقسیم کر دیئے جائیں کام بانٹ دیئے جائیں تو دین نہیں بنتا یہ عقل نہیں مانتی پھر وہ کہتا تھا۔

ترکت لات وعزی جمیعا میں نے تمہارے لات عزی سب کو چھوڑ دیا مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں۔ [illegible]

ولیتذکر اولو الالباب فرمایا نصیحت تو انہی کو نصیب ہو گی جن کا دماغ سلامت ہے جنہوں نے شعور رکھ نہیں دیا جنہوں نے اپنے انسانی اوصاف ضائع نہیں کر دیے جن میں انسانی شعور باقی ہے اور اگر کسی میں انسانی شعور ہی ثابت نہیں۔ دنیا کی لالچ میں یا اقتدار کے ہوس میں کھو دیا اور اندھے ہو گئے تو انہیں اس سے کیا ملے گا بھائی اس لئے نہیں کہ اس کتاب میں کمی ہے اس لئے کہ انہوں نے اخذ برکات کی جو استعداد تھی وہ ضائع کر دی۔ تو میرے بھائی اللہ کریم کا بہت بڑا احسان ہے کتنے خوش قسمت ہیں ہم کہ ہمیں محمد رسول اللہ کی کتاب پہنچی پھر اس سب کو چھوڑ کر اگر ہم کہیں اور اپنے لئے آرام تلاش کریں کسی اور فیشن میں کسی اور طرز میں کسی اور نظام میں حکومت میں کسی اور طرح کے فکر معاش میں کسی اور طرح کے مصارف اوقات میں میرے خیال میں اپنے آپ کے ساتھ بڑا ظلم ہے اپنے آپ کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ تو بھائی! قرآن حکیم کو پڑھو سمجھو تنہائی میں الگ بیٹھ کر ایک ایک آیت پہ غور کرو کہ یہ میرے رب کی بات ہے اور مجھ سے کر رہا اللہ کریم ہمیں اس کو سمجھنے کی اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے دنیا اور آخرت کی رسوائی سے پناہ عطا فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

★★★

اسرار التنزیل

	غیر مجلد	مجلد آرٹ پیپر
جلد اوّل	100/-	190/-
جلد دوم	80/-	130/-
جلد سوم	70/-	130/-
جلد چہارم	80/-	130/-

منی آرڈر یا ڈرافٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں

اویسیہ کتب خانہ۔ اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ۔ ٹاؤن شپ۔ لاہور

THE ONLY INSTITUTION APPRECIATED BY
UNESCO
IN GOVT. SPONSERED VISIT

SIQARAH COLLEGE

OF MANAGEMENT AND RESEARCH SCIENCES
REGD & AFFILIATED

STAR PROJECT OF PUNJAB EDUCATION FOUNDATION

ADMISSIONS OPEN

F.A. First & Second Year
B.A. Third Year
IN PREPARATION OF M.B.A.
MASTER OF IR AND STRATEGIC STUDIES
ISLAMIC AND EDUCATIONAL RESEARCH

INCORPORATING
- PERSONALITY DEVELOPMENT
- COMMUNICATION SKILLS
- COURSES IN SKILLS AND CRAFTS
- MARTIAL ARTS TRAINING
- INTEGRAL COMPUTER TRANING

MODERN EDUCATION
CONFORMING WITH
QURA'AN AND THE SUNNAH

FOR BOARDERS & DAY SCHOLARS
IN FIRST & SECOND SHIFT

SCMRS
OFF COLLEGE ROAD TOWNSHIP
LAHORE 54770 PH: 842998-844909

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ ایپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ ایپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور ایپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1-مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی آڈیو،وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30پارہ اردو تفسیر اور مکمل30پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2-مشکوٰۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہیں آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہیں پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔4-اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔5-حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6-ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7-پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8-اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9-سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255